ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

تاریخہائے اشاعت ۷۔ ۱۴۔ ۲۱۔ ۲۸۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

شرح قیمت ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

(۱) عوام سے ۔۔۔ ؁
(۲) خواص سے ۔۔۔ ؁
(۳) ہندوستان کے باہر ۔۔۔ ؁
(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب کیلئے ۔۔۔ ؁

نمبر ۲۶ و ۲۷ | قادیان دار الامان ۲۱ و ۲۸ جولائی ۱۹۰۹ء مطابق ۳ و ۱۰ رجب ۱۳۲۷ھ ہجری المقدس | جلد ۱۳

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کو مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کیلئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے اور یہ التزام کیا ہے۔ کہ ہر مہینہ کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے۔ متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے اور ترجمہ ایسا سلیس ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جن سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے۔ حقائق و معارف قرآنی کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنسدان بھی مزا اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تک چار پارے شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت ہر چہار (چار روپیہ)

تفسیر سورۃ بقرہ مکمل تین روپے چار آنے

(تصوف کا خزانہ معرفت اور حقائق کا گنجینہ)

مکتوبات احمدیہ جلد اول

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۲۶ سالہ پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات کا مجموعہ نہایت محنت اور کوشش سے جمع کر کے چھاپے گئے ہیں۔ یہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان معارف تصوف کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **پاک سیرت** کے آئینہ ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ کوئی ان کو پڑھے اور گرویدہ نہ ہو جاوے۔ یہ مجموعہ **آب زر** سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور موتیوں کے تولنے میں بھی سستا ہے۔ بایں قیمت صرف ۸ فی جلد۔

دوسری جلد میں حضرت خلیفۃ المسیح کے مکتوبات طبع ہوں گے۔ اور بحمد للہ کہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے۔

پتہ

تمام درخواستیں یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں

[illegible]

تھوک دینے کو ترجیح دینگے۔

افسوس! کہ دیانند نے اس بات کے بیان کرنے میں حق کے گلے پر چھری پھیرنے کا کام کیا ہے جبکہ اُس نے حق و باطل کی تمیز کا کچھ لحاظ نہ کیا اور نہ کھرے اور کھوٹے کی تمیز کرنے کی آگیا دی۔ اس کا کیا حرج تھا اگر دو ایک بھی ساتھ ہی لکھدیتا کہ اگر بالمقابل سودیشی گورنمنٹ کے بدیشی گورنمنٹ فائدہ رساں ہو تو اُس کے ہی گرویدہ ہو جاؤ۔ مگر چونکہ اس نے صرف ایک ہی پہلو پر زور دیکر اندھا دھند کارروائی کرنے کی آگیا دی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ دھرم کا دلدادہ نہیں تھا بلکہ پولیٹیکل سبھا قائم کرنا اس کا اعلےٰ مقصد تھا۔ اور اسی لئے اُس نے ستیارتھ پرکاش میں ایسے ایسے بچن لکھے گئے ہیں۔

نہ معلوم دیانند جی کو کیا سوجھی کہ خواہ مخواہ ایسی لغویات کو (جس میں سراسر خودغرضی اور انیائے (بے انصافی) کی بو آتی ہے) وہ اصل سچائی کا بچن کہنے کے لئے دوڑ پڑے۔

آخر انسانی ہستی نفع پسند واقع ہوئی ہے۔ دیکھ بھال کر ایسی سودیشی گورنمنٹ کو بدیشی گورنمنٹ پر بجز اول درجہ کے احمق کے اور کوئی ترجیح دیگا جو اندھیر نگری اور چوپٹ راج کی مصداق ہو۔

ہندوؤں اور آریوں کا جہاں تک زور اور بس چلتا ہے وہ مسلمانوں کو سرکاری دفتروں میں (جو بدیشی گورنمنٹ کے ہیں) داخل ہونے نہیں دیتے۔ چہ جائیکہ سودیشی گورنمنٹ ہو۔ اور وہ مسلمانوں کو ستانے سے باز آجائیں یا اُن کی حق تلفی نہ کریں اور مساوی حقوق دیں۔ مسلمان تو ہندوؤں اور آریوں کے [illegible] گورنمنٹ کے دفتروں میں اس ناقص سلوک [illegible] دن رات ہی دیا [illegible] رہتے ہیں کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔ ورنہ حق حقوق تو الگ رہے یہ حضرات اس قسم کے ہیں کہ ہندوستان سے ہی نکال کر پیچھا چھوڑیں گے پھر بتلائیے سودیشی گورنمنٹ جیسی نامعقول خواہش کرے کون ایسا ہے جو اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے لئے تیار ہوگا۔ آریہ تو بہت ہی چاہتے ہیں اور دیانند جی نے بھی اسی واسطے یہ اندھا دھندی کا سبق پڑھایا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک اُن کی پیش نہ گئی اور خدا کرے کبھی نہ جاوے۔ بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے قبضہ میں ہی آریہ ورت مدت دراز تک رہے (آمین) اور آریوں کو شرارت کرنے کا موقع ہی نصیب نہ ہو۔ آمین۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ

محمد حسین رفو
(از لاہور چھاؤنی)

(سادھو سنگت کی امداد باہر سے)

سادھو سنگت کے اغراض کی تکمیل کیلئے ابھی تک کوئی باضابطہ اپیل نہیں کیا اس لئے کہ ممبران سادھو سنگت چاہتے ہیں کہ اس کا کام پبلک کے سامنے آنا چاہیئے پچھلی اشاعت میں میں نے کسی قدر ذکر کیا تھا۔ سادھو سنگت نے ٹرکٹوں کے سلسلے میں کچھ ٹریکٹ چھپوانے کا انتظام کیا گیا ہے چنانچہ گورمکھی میں چار ٹریکٹ چھپ رہے ہیں اور عنقریب ان کی اشاعت ہوگی۔ میرے مکرم بھائی شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی مہاجر نے جو سادھو سنگت کے [illegible] چند دوستوں کو پرائیویٹ [illegible] کہ وہ سادھو سنگت کی اغراض [illegible] کچھ چندہ دیں بلکہ بعض ایسے مخلص دو[illegible] جو سلسلہ کی خدمت کے لئے ہمیشہ کمربستہ ہیں ایک معین رقم بھی لکھوا دی [illegible] ماہوار

سکرٹری صاحب نے مجھے نہایت خوشی سے اطلاع دی ہے کہ انہیں منصوری سے سید عزیز الرحمٰن صاحب نے لکھا ہے کہ وہ عنقریب سادھو سنگت کی امداد میں کچھ روپیہ بھیجتے ہیں۔ اور ایسا ہی منشی ہاشم علی صاحب نے انہیں لکھا ہے کہ وہ بیس روپیہ سادھو سنگت کی امداد کیلئے روانہ کرینگے۔

منشی ہاشم علی کے ذکر پر میں اپنے دل میں جوش پاتا ہوں کہ ان کے نمونہ کو قوم کے سامنے رکھوں کہ وہ خدمت دین کے لئے اپنے مال کو کس طرح قربان کرنے کے لئے طیار رہتے ہیں سادھو سنگت کے ممبر چاہتے ہیں کہ منشی ہاشم علی صاحب کی طرف سے ہی ایک ٹریکٹ چھپوا کر تقسیم کیا جاوے اللہ تعالےٰ ایسے تمام دوستوں کے اموال میں اور نفوس میں برکت رکھدے۔ سادھو سنگت کا ایک پیسہ بھی کبھی حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کیا جاویگا۔

اور اس مد میں جو کچھ بھی آئیگا آپ ہی کے پاس آئیگا۔ اور ہمیشہ اس کا جمع خرچ حضرت کی تصدیق سے شائع ہوتا رہیگا۔ سید زرہفتہ وار الحکم شائع ہوتی رہیگی۔

جس صاحب کو آم و انگور وغیرہ وغیرہ کسی پھل کی ضرورت ہو نقد روپیہ بھیجکر نورالدین برادر ماسٹر کمیشن ایجنٹ امرتسر سے منگوا سکتے ہیں جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible] سادھو سنگت کی طرف سے [illegible] تقسیم کر [illegible] گورمکھی میں چار ٹریکٹ چھپ گئے ہیں جو صاحب منگوانا چاہیں آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر منگوائیں۔ جناب صوفی حسن نظامی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ لکھتے ہیں کہ میں عنقریب سادھو سنگت [illegible] اللہ تعالےٰ اُن کو جزائے خیر [illegible]

ثناء اللہ کی حرکت مذبوحی

الحکم میں رام پور کے مباحثہ کے متعلق جو کچھ بھی لکھا گیا ہے امرتسری منکر کو حوصلہ نہیں ہوا کہ وہ اسکی تردید کرے۔ اپنی تازہ اشاعت میں صرف اتنا کہتا ہے کہ الحکم فیصلہ دہندگان علماء کو کوستا ہے۔ امرتسری منکر کی یہ کارستانی اس ندامت اور ذلت کو اس کے ماتھے سے دور نہیں کر سکتی جو ان علماء کے فیصلہ کے چھاپنے سے اسے لاحق حال ہوئی ہے اگر وہ الحکم کے ان مضامین کو فی الواقعہ سراسر نہیں تو وہ انہیں لفظ بلفظ اہلحدیث میں چھاپ دے اس کے ناظرین خود اندازہ کر لینگے کہ تصویر کا تاریک رخ کونسا ہے۔

پھر وہ میری اس بات پر کہ اگر اب بھی وہ حیات مسیح کے مسئلے کو ایسا ہی قوی سمجھتا ہے تو **وفات مسیح** پر ایک مذاکرہ شروع ہو سکتا ہے) کہتا ہے کہ ہم تو وفات مسیح کا مسئلہ قادیانی مشن سے بالکل بے تعلق جانتے ہیں۔ . . . . اس لئے ہمیں شوق نہیں" یہاں تک تو دامن چھڑانے کی ٹھیرائی اور پھر شرارت کی رو سے لکھدیا کہ اس شرط پر منظور کرتے ہیں کہ ایک مذاکرہ قادیانی الہامات پر بھی ساتھ ہی شروع ہو۔ اس چالبازی سے کیا حاصل اگر الہامات پر کچھ لکھنے اور مذاکرہ کا شوق ہے انشاء اللہ وہ بھی پورا کر دیا جاویگا **وفات مسیح** پر تو اپنے ارمان نکال لو جس پر تمہیں سر دست ناز ہے کہ رامپور میں فتح حاصل کی تاکہ تمہاری اس فتح کی بھی سہی حقیقت طشت از بام ہو جائے۔

الہامات پر ہی مذاکرہ کا شوق ہے تو میں اس کو بھی منظور کرتا ہوں سب سے اول تمہارے رسالے الہامات کا جواب میں **اہلحدیث** میں دیتا ہوں تم اس کا وعدہ کرو۔ اور اس کے کا اعلان دو جب تک وہ پورا نہ ہو اس پر تمہیں تنقید کی اجازت نہ ہوگی۔ بعد ختم ہونیکے جب تک تم نہ لکھو میں خاموش رہونگا اور جواب الجواب پر میں اسے ختم کر دونگا۔ اگر حوصلہ ہے تو ذرا جرأت سے اس کا اعلان تو کرو۔ تاکہ تمہیں اپنی پیشگوئی کی بھی قدر معلوم ہو جاوے۔

ترجمۃ القرآن کا چوتھا پارہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ترجمۃ القرآن کا چوتھا پارہ بھی چھپ کر شائع ہو گیا اور اب آخری منزل میں سے صرف تین پارے باقی رہ گئے ہیں اللہ تعالیٰ چاہیگا تو وہ یکے بعد دیگرے شائع ہو جاوینگے۔ میں چاہتا ہوں کہ کم سے کم قیمت پر یہ نعمت احباب کے ہاتھ میں پہنچا دوں مگر اس کی کمی اشاعت اس وقت تک مجبور کر رہی ہے کہ اس ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ ہو۔ پس اگر احباب اس کے خریداروں کی تعداد بڑھانے میں سعی کریں اور کم از کم ۱۰۰۰ خریدار بھی ہو جائیں تو اس کا ہدیہ ایک روپیہ کی بجائے ۱۰ ر ہو سکتا ہے۔

جن احباب نے ابھی تک اس نعمت کو حاصل نہیں کیا وہ چاروں پارے اکٹھے منگوالیں۔

کونین سوسائٹی

الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں ذکر کیا تھا کہ میجر سی ایم کنگ ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے آیندہ ملیریا کے حملے سے پیش از خطر ضلع میں تقسیم کونین کا انتظام کیا ہے اس کے لئے انہوں نے تحصیلوار کمیٹیاں قائم کیں ہیں ہر ممبر کو ۲ دینے پڑیں گے اور اسکو چار ٹکیوں کے استعمال کیلئے کونین ملیگی اور ان کا فرض ہوگا کہ وہ ہفتہ میں ایک بارہ اگرین کونین استعمال کریں صاحب ڈپٹی کمشنر نے ارادہ کیا ہے کہ ضلع بھر میں ۶۰ ہزار ممبر کم از کم ہوں تحصیل بٹالہ کے قابل اور مستعد تحصیلدار ملک تاج بخش صاحب نے بڑی سرگرمی کے ساتھ ۲۵ ہزار ممبر اپنی تحصیل میں بنا لئے ہیں اور مختلف جگہ سب کمیٹیاں بنائی ہیں قادیان میں بھی یہ سوسائٹی قائم ہو گئی ہے کونین سوسائٹی کی ضرورت اور مفاد پر مفصل انشاء اللہ آئندہ لکھوں گا۔

تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

یہ اس پیشگوئی کے زبردست الفاظ ہیں جو اس زمانہ کے امام مہدی مسعود نے عرصہ ہوا شائع کئے تھے۔ اس سے پہلے حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایک اشتہار شائع کیا تھا مگر اب یہ پیشگوئی کامل طور پر پوری ہو گئی ہے ایران کا **بادشاہ** بھی موجودہ زمانہ کی انقلاب پسند ہوا کے اثر کے نیچے آکر بھاگ نکلا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا جو تیرہ سالہ عمر کا ہے ۱۸ جولائی کو تخت نشین کیا گیا ہے ایران کی حالت اس وقت پیسہ اخبار کے الفاظ میں یہ ہے پیسہ اخبار کے الفاظ میں اس لئے دینا چاہتا ہوں تا کہ دشمن کے منہ سے نکلی ہوئی بات قوی ہو۔

"وہ عام طور پر بد نظمی پھیلی ہوئی ہے خزانہ مدت سے خالی پڑا ہے بہت سے لائق مدبر وزراء ملک قتل یا جلاوطن ہو چکے ہیں جواہرات جو سلطنت کی ملکیت تھے ان کا بہت سا حصہ شاہ کوڑیوں کے مول بیچ کر کھا گیا۔ . . . . . . ہلاکو و چنگیز خان نے کسی ملک کو اس قدر نقصان نہ پہنچایا ہوگا جس قدر کہ اس کوتہ اندیش شخص نے اپنے وطن زاد بوم کو ہر ایک پہلو سے پہنچایا

ملک میں عام طور پر امن قائم کئے جانے کی سخت ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ"۔

یہ ایران کی حالت کا مختصر خاکہ ہے یہ پیشگوئی پورے زور شور سے پوری ہوئی ہے

کافی ہے سمجھنے کو اگر اہل کوئی ہے

اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ایران میں **انقلاب سلطنت** پر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھا جاویگا۔

قادیان اور ثناء اللہ کیلئے ندامت

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے قادیان کے ڈاکخانہ کی مہر کو تبدیل کرانے کے لئے کوشش کی تھی اسوقت وہ تجویز معرض التوا میں رہی تھی اور ثناء اللہ نے الہامات مرزا میں تمسخر سے بیان کیا کہ باوجود کوشش کے قادیان کی مہر کو تبدیل نہ کرا سکے مگر اب سب سے زیادہ ندامت انہیں کو ہوگی جب وہ معلوم کرینگے کہ ایڈیٹر الحکم اپنی اس تجویز میں کامیاب ہو گیا اور مہر تبدیل کر دی گئی ہے یکم اگست سے اس پر عمل درآمد

حفاظت اسلام یا اشاعت اسلام

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے
انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون۔
یعنی ہم ہی نے قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔

یہ پیشگوئی جس خوبی اور وضاحت کے ساتھ تیرہ سو برس سے پوری ہو رہی ہے اسکی نظیر کہیں نہیں ملتی چونکہ قرآن مجید خاتم الکتب تھا اسلئے یہ ضروری امر تھا کہ اسکی حفاظت اللہ تعالیٰ ہی کرتا۔ یہ حفاظت کس طرح پر ہوئی اور ہو رہی ہے اسکی تفصیل بہت بڑی ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت کے لئے تو یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق واللہ یعصمک من الناس کی پیشگوئی ہوئی جو اپنے وقت میں ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ ایک دہریہ اور میٹریلیٹ کے لئے بھی اس میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ملتا ہے کیونکہ کسی شخص کا قتل کر دینا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔ بعض سلاطین عظام جنکی بابت حفاظت و نگہداشت کے بڑے بڑے اہتمام ہوتے ہیں مگر قتل ہوئے بڑے بڑے بہادر اور جری انسان جو اپنی قوت و ہمت میں اپنے وقت میں فرد تھے معمولی آدمیوں کے ہاتھ سے شکار موت ہوئے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسے وقت اور ایسی حالت میں عرب جیسے ملک میں یکہ و تنہا تھے اس پیشگوئی کا اس غیور عربوں کو سنانا جنکے محبوب ترین چیز مذہب کو آپ انکے ہاتھ سے لینا چاہتے تھے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم الشان بہادر خلیفہ سلطنت اسلام کی ترقی کے ایام میں شہید ہو جاتا ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی ہاتھ باوجود قسم قسم کے منصوبوں کے اور سازشوں کے قابو نہیں پا سکتا اس میں سِر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا تھا ایسا ہی مکہ معظمہ کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے۔

غرض حفاظت اسلام کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ اسلام محفوظ رہیگا۔ مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ ہم ضرورت کیوقت ہاتھ نہ ہلائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہمارے سامنے ہے میں اس پچھلے زمانہ کی تفصیل میں اسوقت نہیں لیجاتا۔ میری غرض صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسکا فضل اور توفیق کا نزول بھی اسیوقت ہوتا ہے جب ہم خود قدم بڑھائیں۔ اسوقت اسلام اور مسلمان سخت مخمصوں میں مبتلا ہیں۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے یہ تکلیف جانستاں معلوم ہوتی ہے اور اسے دیکھ کر دل گھٹتا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اسکے پیچھے ایک عظیم الشان رحمت ہے۔

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست

میں مسلمانوں کی سستی اور کاہلی دیکھ کر اس نتیجہ پر ہرگز نہیں پہونچ سکتا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام اسطرح پر مٹجائیگا اور مسلمان تباہ ہو جائینگے۔ اسلئے کہ قرآن مجید سے اسلام کی حفاظت کا وعدہ نمایاں ہے اور اس وعدہ کے ایفاء کو ہم نے خود بھی دیکھا ہے اسلئے اس نتیجہ تو میں نہیں پہونچ سکتا بلکہ میں اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ پر ایمان لاتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ اگر ہم اس کام کو نہ کرینگے (خدا کرے کہ ہم نہ کرنے والوں میں نہ ہوں) تو اللہ تعالیٰ ایک اور قوم کو لے آئیگا جو پورے جوش اور وفاداری کے ساتھ اسلام کی خدمت کریگی۔ ایسے حالت میں ہم پر افسوس ہوگا۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے اور اسلام کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ مختلف اوقات میں جب اسلام پر حملے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے حسب حال کسی بزرگ کو کھڑا کر دیا اور ایک عالم اسکی طرف متوجہ کر دیا اور اُسکے ساتھ کر دیا اور وہ فتنہ دور کر دیا گیا۔ جب فلسفہ کا زور ہوا اور اس رنگ میں اسلام پر حملے شروع ہوئے تو غزالی جیسے بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کر دیا اور اسنے جدید علم کلام سے فلسفیوں کے اُن حملوں کو جو اسلام کے مقابلہ میں پیش کیا گیا تھا۔ پاش پاش کر دیا۔ پھر جب فلسفہ ہی کی طرف زیادہ توجہ ہو گئی اور معرفت اٹھنے لگی تو سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ نے آکر معرفت الٰہی کی کوثر سے سرشار کر دیا۔ اسیطرح پر یہ سلسلہ برابر چلا آتا ہے اور چلا جائیگا۔

میری غرض اس مضمون کے لکھنے سے یہ ہے کہ اسوقت اسلام اور مسلمانوں کی جو حالت ہو رہی ہے وہ بہت ہی کچھ قابل رحم ہے مسلمانوں کی حالت دین کے لحاظ سے اور دنیا کے لحاظ سے دن بدن گر رہی ہے ایک گروہ مسلمانوں میں ایسا پیدا ہو گیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی دنیوی حالت کی اصلاح ہو جائے گی تو اُنکا دین بھی درست ہو جائیگا اور انکی دنیوی حالت کی اصلاح ہو۔ ان لوگوں کی نیت بھی میری دانست میں نیک ہے وہ اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں اور اُنکی حالت پر اُنہیں افسوس آتا ہے۔ بالمقابل ایک گروہ یہ چاہتا ہے جس میں خدا کے فضل سے ہم بھی ہیں کہ مسلمانوں کی دینی اصلاح اگر ہو جائے تو اُنکی دنیا بھی درست ہو جائیگی اس قسم کے دو گروہوں کا پیدا ہو جانا بہرحال خیر و برکت کا موجب ہے۔

اسوقت غور طلب سوال یہی ہے کہ آیا ہمیں اشاعت اسلام کے کام کی طرف توجہ کرنی چاہئے یا حفاظت اسلام کی طرف۔ آریوں نے جو فتنہ ممالک متحدہ میں پھیلایا ہے اور جہاں جہاں اُنکا بس چلتا ہے وہ اس زہر کو پھیلا رہے ہیں۔ عیسائیوں کا فتنہ ہی کچھ کم نہ تھا کہ آریوں کے فتنہ نے اور بھی بات بڑھا دی۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو مسلمان رکھنا مقدم ہو چلا ہے۔ اور میری سمجھ میں اشاعت اسلام کے لئے یہ ایک مبارک تحریک ہے مسلمان جب دیکھینگے کہ اُنکی آبادی پر بے طرح حملہ ہو رہا ہے اور وہ

لوگ جو مشنری مذہب نہیں رکھتے دوسروں کو اپنے میں جذب کرنے کی بے حد کوشش کر رہے ہیں تو آخر مسلمانوں کی غیرت کچھ تو جوش میں آئیگی اور وہ جب اپنے بھائیوں کو مسلمان رکھنے کی کوشش کریں گے ۔ تو ان مسلمانوں میں لازماً حقیقی اور اخوۃ پیدا ہو کر دوسروں کو مسلمان بنانے کی کوشش شروع ہوگی ۔

میری سمجھ میں اسوقت حفاظت اسلام پر زور دینے کی زیادہ ضرورت ہے ۔ اور اسکے لئے سب سے اول ہمیں یہ حاجت ہے کہ کفر فروشی کے بازار کو بالکل اُجاڑ دیا جائے ۔ اور کفر کی منڈیوں کو بائیکاٹ کیا جائے ۔ یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہمارے محترم علماء اسلام بھی اس موجودہ حالت پر غور کریں

ایک وقت تھا کہ ہمارے علماء جو خشیۃ اللہ سے لبریز دل رکھتے تھے فتوی دیتے ہوئے ڈرتے تھے ۔ اور اس کام کو بڑا کٹھن سمجھتے تھے ۔ چنانچہ تاریخ ایسے واقعات کی شہادت دیتی ہے لکھا ہے کہ امام مالک نے اسوقت تک فتوی نہیں دیا جب تک کہ ستر اماموں نے انکی قابلیت کی شہادت نہیں دی ایسا ہی اور بزرگان دین کا عمل رہا ہے مگر اب اسکے برخلاف صورت نظر آتی ہے ایک شخص منہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا جاتا ہے اور عمل سے بھی اسکی تصدیق کرتا ہے مگر کسی ایک بات پر یا خیالی عذر پر اسکی تکفیر کے لئے کوشش کی جاتی ہے ۔ اس قسم کی حرکات نے علماء کی وقعت کو بھی کم کر دیا اور ان فتووں کی وقعت کو بھی کھو دیا ہے ۔ مسلمانوں کو اپنے مذہب سے واقف کرانے کی اول کوشش چاہئے ۔ اور نہایت نرمی اور اخلاق اور عفو سے انکی غلطیوں پر انہیں متنبہ

اس بیان سے میری غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کی موٹی موٹی باتوں سے آگاہ کیا جائے اور اختلافی مسائل اور فروعی جھگڑے انکے کانوں میں ہرگز نہ ڈالے جائیں اس سے مسلمانوں کے عقائد اور انکے اعمال پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے

کسی مسئلہ میں اختلاف آرائی کو جو محض نیک نیتی اور للہیت سے ہو تکفیر کا ذریعہ نہ بناؤ اور علماء ربانی کی طرح اس معاملہ تکفیر میں جلد بازی نہ کرو ۔ کافر بنانا سہل اور مسلمان کرنا مشکل ہے ۔

باہمی اختلافی مسائل کو بغض و کینہ اور ایک دوسرے کی تخریب کا ذریعہ نہ بناؤ ۔ بلکہ اس وقت ایسے جھگڑوں کو بھول جاؤ ۔

جن لوگوں کو آریہ اور عیسائی مرتد کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں ۔ اور سینکڑوں ہزارہا کی تعداد میں گمراہ کر رہے ہیں انکو بچانے اور اسلام سے واقف کرنیکی کوشش کرو ۔ اگر ہمارا سارا زور تکفیر بازی ہی پر رہا تو اسکا نتیجہ صاف ہے گویا دو طرح سے ہم اپنی جمعیت کو کم کر رہے ہیں برخلاف اسکے آریہ اور عیسائی نیچ قوموں تک کو اپنے میں ملا رہے ہیں اور ہم مسلمانوں میں تفریق ذات کے مسائل پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی قائم کردہ معیار تکریم کو گم کر کے خود تراشیدہ معیار قائم کر رہے ہیں ۔ ان باتوں کو بھول جاؤ ۔ اور مسلمانوں کو مسلمان بنے رہنے دو

ان معاملات کو دیکھ کر میرے دل میں درد ہے اور فی الواقع درد ہے ۔

بس ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ

میری سمجھ میں تو اب اشاعت اسلام کے کام کی جگہ حفاظت اسلام کا کام زیادہ مقدم اور ضروری ہو رہا ہے جب ہم اپنوں کو نکال رہے ہیں اور آپس میں جوتی پیزار ہو رہا ہے تو بتاؤ غیروں کو ہم دکھانا اور سکھانا کیا چاہتے ہیں یہ باتیں سرسری نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں ہیں

یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے اُن مضامین کا جو اس سلسلہ میں میں لکھنا چاہتا ہوں اگر توفیق ہو اہل الرائے لوگ اسپر قلم اُٹھائیں اور اس سوال کو غور کریں ۔ میں عنقریب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے اجازت لیکر علماء اسلام کے نام ایک کھلا خط چھاپ کر تقسیم کرنیوالا ہوں اور غالباً سادہ سنگت اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیگی ۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ۔

مختصر نوٹ

دعا ۔ اے خدا جل و علا ! ہم تیرے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں ۔ اور صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ جو فطرت سلیم تو نے ہمکو عطا کی تھی ہم نے اپنی نالائقی سے اُس سے فائدہ نہیں اُٹھایا انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم کا پاک سبق جو تیری مجید کتاب میں ہم نے پڑھا تھا اپنی شامت اعمال سے اُسے بھول گئے ۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کے مضبوط رشتہ میں شکست آگئی ہے اشداء علی الکفار رحماء بینھم جنکی شان تھی اب بہت سی اُنمیں خود غرضی اور نفسانفسی میں غلطاں پیچاں ہیں ۔ ایسے نازک وقت میں تو ہی ہے جو ہمارے مردہ دلوں میں **اتفاق اور بے لاگ محبت کی روح پھونک دے ۔** خدایا ! ہم کو وہ آنکھیں دے کہ جو حق بیں ہوں ۔ وہ کان عطا کر جو حق نیوش ہوں وہ سینہ مرحمت فرما جس میں قومی بھلائی کی جلن ہو وہ دل و دماغ بخش جس میں قوم کی اصلاح کے خیال ہوں ۔ وہ علم و حلم وہ ہمت بازو دے جس سے قوم کا بھلا ہو ۔ وہ معرفت دے جس سے اپنی کمزوریوں کا علم ملے ۔ اور اپنی اصلاح کا خیال پیدا ہو ۔

آمین

شاید کوئی سمجھے

امرتسر کی ٹمپرنس سوسائٹی

مسکرات کی غلامی سے اہل ملک کو نجات دلانے کے لئے بڑی کوشش کر رہی ہے۔ اور جہانتک میرا ذاتی علم ہے اُسکا سلیم الفطرت سکرٹری بڑی ہمت اور استقلال کا پتلا ہے۔ جن مشکلات اور تکالیف کے درمیان سے وہ گزرا ہے اُنکی داستان لمبی ہے۔ اس سوسائٹی کے متعلق کام کرنیوالوں میں **ماسٹر سنت سنگھ جی** کا نام امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کی تاریخ میں نہایت عزت اور توقیر سے لیا جائیگا۔

ماسٹر سنت سنگھ جی خالصہ کالج میں ملازم ہیں۔ اور **کالج** کی ڈیوٹی ادا کرنیکے بعد اُنکا وقت **ٹمپرنس کاز** کے لئے صرف کرتے ہیں موسم گرما کی تعطیل میں وہ ایک لمبا دورہ کرتے ہیں۔ اُنکے دورہ کا پروگرام **ٹمپرنس گائیڈ** میں شائع ہوا ہے وہ ۱۹ جولائی سے ۱۹ ستمبر تک یعنی جب تک کالج بند رہیگا دورہ پر جائیں گے اور اس عرصہ میں صرف ایکدن اپنے **گھر** جائیں گے انکے دورہ کے پروگرام سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ۷۴ مقامات پر لیکچر دیں گے۔ یہ **جوش** اور یہ **ہمت** ہے جسکو میں الحکم کے پڑھنے والوں کے سامنے بطور نظیر رکھنا چاہتا ہوں۔ ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام میں بھی چھ ہفتہ کی تعطیلات ہوئی ہیں اُنمیں سے کتنے اُستاد **قومی** اور **دینی** خدمت کے لئے اس رخصت کو صرف کرینگے۔ اسکا جواب مجھے کسی ادھر کی طرف سے ملنا چاہیئے؟

تعطیلات میں جہاں بالطبع انسان چاہتا ہے کہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے ملے اور دنیا کے ضروری کام سرانجام دے وہاں ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جو اپنے ذاتی کاموں پر قومی کاموں کو ترجیح دیتے ہیں۔

تحصیل بٹالہ کے بندوبست میں سنسنی خیز واقعہ

مجھے تحصیل بٹالہ کے بندوبست کے متعلق ایک نہایت ہی خطرناک اور سنسنی خیز واقعہ کی اطلاع ملی ہے میں اسکے متعلق پوری تحقیقات کے بعد اسے روز روشن میں لاؤنگا۔ جس سے افسران بندوبست کو معلوم ہو جائیگا کہ ماتحت افسران نے کس قابلیت اور خوبی کے ساتھ اسکو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اسی کے ضمن میں لالہ بدھ سیداس نائب تحصیلدار کی کارگذاری پر بھی روشنی پڑیگی۔ اور **ہندو عملہ** کی دانشمندی کی داد دیجائیگی۔

دُنیا کیا کر رہی ہے، اور ہم کس فکر میں ہیں

مغفور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وحی ہوئی تھی کہ **مسلمانوں کو دین واحد پر جمع کرو**۔ آپکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے ... **وحدۃ** کے پھیلانے اور محبت کے بڑھانے کا عہد بیعت میں لینا شروع کیا اسکے بعد کچھ حوادث کا ایسا سلسلہ چلا ہے اور حالات ایسے بدلے ہیں کہ اب ہر طرف سے مسلمانوں کو باہم مل جانیکے صلاحیں اور مشورے دیئے جانے لگے ہیں اور وہ لوگ جو مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کا دل میں جوش رکھتے ہیں اور انکی موجودہ حالت کو درد دل کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں وہ علانیہ اس امر کا اظہار کر رہے ہیں کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان باہم ملکر کام کریں یہ آواز ہر طرف سے اُٹھ رہی ہے اور بار بار یہ کہو کہ ضرورت نے مسلمانوں کو مجبور کر دیا ہے کہ اب وہ باہم ملکر کام کرنا سیکھیں۔ انسٹیٹیوٹ گزٹ نے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے **"آریوں کی سرگرمیاں ہندوستان میں"** کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے اور وہ اس قابل ہے کہ مسلمان اسے پڑھیں تاکہ اُنھیں معلوم ہو کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور وہ کس فکر میں ہیں۔ میں اس مضمون کو بااصلاح درج کرتا ہوں اور **مسلمان مہاجرین** سے اور ان لوگوں سے جو پہلو میں درد مند دل رکھتے ہیں التجا کرتا ہوں کہ وہ اسپر اور غور کریں اور سوچیں کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔

ہمعصر انسٹیٹیوٹ گزٹ لکھتا ہے

کہ آریہ سماجیں جو ہندوستان میں جابجا پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کی سرگرمیاں اور کارگزاریاں نہایت عجیب ہیں۔ ہر ایک آریہ ہندو۔ خواہ وہ نوجوان ہو یا بوڑھا۔ جوش اور مستعدی کا پتلا ہے اور اپنے مذہب کی اشاعت میں نہایت سرگرم پایا جاتا ہے ان کا جوش وخروش ان کا باقاعدہ کام۔ ان کی ہمدردی اور ان کی مستعدی لائق دید ہے۔

اسوقت سات بڑی بڑی انجمنیں ہیں۔ جو ویدک مذہب کی حفاظت اور اشاعت کے لئے قائم کی گئی ہیں۔ ان میں ہر ایک انجمن کو آریا پرتی ندھی سبھا کہتے ہیں۔ پنجاب کی صدر انجمن جو پنجاب آریا پرتی ندھی سبھا کے نام سے مشہور ہے (۲۶۰) آریا سماجوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔ اس کا صدر مقام لاہور ہے۔ تقریباً (۶۹) نمایندے پنجاب کی مختلف آریا سماجوں کی طرف سے اسمیں شامل ہیں (۳۱) اگست ۱۹۰۸ء کو اس کا کل سرمایہ (۹۳۳۱۳۰۲) روپے (۱۱) آنے (۲) پائی تھا۔ متعدد وصیغے اور کالج اس انجمن سے تعلق رکھتے ہیں ۱۹۰۸ء کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اس کی سالانہ آمدنی [illegible] (۱۷۵۳۵۵) روپے اور خرچ [illegible] روپیہ ہے۔

سوامی دیانند سرسوتی کی ہدایت کے مطابق ایک آریا درسگاہ گروکل کے نام سے ہردوار میں قائم کی گئی ہے۔ اس کا خرچ اسی انجمن کی ایک فنڈ سے نکلتا ہے دو مخصوص پنڈت لیکھرام اور گرودت نامی نے اس انجمن کی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ انکی بیوی بچوں کا خرچ بھی اسی انجمن کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ ایک کتب خانہ بھی اس انجمن کی طرف سے لاہور میں قائم کیا گیا ہے جس میں (۷۷۳۹) کتابیں جمع ہوئیں ہیں کتابیں دیکھنے والوں سے دو آنے ماہوار فیس لیجاتی ہے۔ ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار بھی اس انجمن کی طرف سے شائع ہوتا ہے جسکا نام "آریہ پترکا" ہے۔ ان میں سماجک خبروں کے علاوہ مذہبی علمی اور اخلاقی مضامین درج کیے جاتے ہیں۔ انجمن کی آمد و خرچ اور ماتحت انجمنوں کی کارگذاری چھاپنے کے لئے ایک ماہوار اخبار "ماسک سرکلر" نکالا جاتا ہے۔

علاوہ نقد سرمایہ کے انجمن مذکور کے پاس مختلف مالیت کی جائدادیں بھی ہیں۔ جو پنجاب کے مختلف مقامات میں ہیں اور انکا انتظام اس انجمن کی طرف سے ہوتا ہے۔ ایک کمیٹی اس انجمن کے ماتحت اس غرض سے قائم ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے رسالے آریا مذہب کی اشاعت و حمایت اور آریوں کی اخلاقی اور تمدنی اصلاح کیلئے شائع کرے۔ بہت سے رسالے اردو۔ ہندی۔ انگریزی میں اس کمیٹی کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔

دوسرے آریا پرتی ندہی سبھا صوبجات متحدہ کی ہے جس کا صدر مقام آگرہ ہے یہ (۲۱۲) آریہ سماجوں پر حکومت کرتی ہے اسکی سالانہ آمدنی (۵۸۳۰۱) روپیہ ہے اور خرچ (۴۸۲۷۸) ہے۔ فرخ آباد میں اس انجمن کی طرف سے ایک گروکل قائم ہے۔ جو پہلے سکندرآباد میں تھا۔ اس انجمن کی طرف سے بھی ایک ہفتہ وار اخبار "آریہ مترا" کے نام سے ہندی زبان میں شائع ہوتا ہے۔

تیسری آریہ پرتی ندہی سبھا راجپوتانہ کی ہے۔ صدر مقام جس کا بھرت پور ہے۔ اسکے ماتحت صرف (۳۲) آریا سماجیں ہیں۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو اس انجمن کا سرمایہ (۱۳۹۰) روپیہ ۹ آنے ۸ پائی تھا۔ متعدد واعظ اس انجمن کی طرف سے مقرر ہیں جو ویدک مذہب کی اشاعت کا کام انجام دیتے ہیں۔

چوتھی آریا پرتی ندہی سبھا بنگال اور بہار سے تعلق رکھتی ہے اسکے نیچے (۴۵) آریا سماجیں ہیں۔ متعدد واعظ اس انجمن کی طرف سے بھی اشاعت مذہب میں سرگرمی کے ساتھ مشغول ہیں۔ رانچی میں ایک چھاپہ خانہ بھی اس انجمن کی ملکیت میں ہے جس میں آریا مذہب کی کتابیں چھپتی رہتی ہیں اسکا صدر مقام بانکے پور ہے۔

پانچویں آریا پرتی ندہی سبھا ممالک متوسط اور برار کی ہے اسکے ماتحت ۳۹ آریا سماجیں ہیں۔ مئی ۱۹۰۶ء سے اس انجمن نے ایک یتیم خانہ جاری کیا ہے جسمیں ۳۳ لاوارث بچے پرورش پاتے ہیں۔ ہر مہینے میں اس انجمن کی طرف سے "آریا سیوک" کے نام سے ایک اخبار ہندی زبان میں شائع ہوتا ہے اور متعدد واعظ اس انجمن کی طرف سے کام کرتے ہیں۔ اس کا صدر مقام نرسنگھ پور ہے۔

چھٹی سبھا کا نام آریا پرتی ندہی سبھا بمبئی ہے جسکا صدر مقام بمبئی ہے اس نگرانی میں (۳۵) آریا سماجیں ہیں۔ سات واعظ اس انجمن کی طرف سے ویدک مذہب کی اشاعت کرتے ہیں۔ اس انجمن کی طرف سے ایک گروکل کھولنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ عورتوں کی ہدایت کرنے کے لئے ایک خاص سماج اس انجمن کے زیر نگرانی کام کرتی ہے۔ ایک ہفتہ وار اخبار بھی اس انجمن کی طرف سے انگریزی اور گجراتی میں شائع ہوتا ہے جسکا نام "آریہ پرکاش" ہے اس اخبار کے ساتھ آریہ مذہب کی خاص خاص کتابیں گجراتی زبان میں ترجمہ ہو کر شائع ہوتی ہیں جو خریداروں کو بلا قیمت تقسیم کیجاتی ہیں ایک کارخانہ کتب فروشی بھی اس انجمن سے تعلق رکھتا ہے جسمیں ویدک لیکچر چھوٹی چھوٹی رسالے تک موجود ہیں اور یہ سب کتابیں اور رسالے مختلف زبانوں میں ہیں سال گذشتہ میں اسکی آمدنی (۵۷۰۰) تھی اور خرچ (۲۷۰۰) روپے ہوا جس سے تین ہزار روپے کی بچت ہوئی۔ اسکے علاوہ اس انجمن کی طرف سے دس ہزار روپے کی رقم اشاعت وید کے لئے بینک میں جمع کی گئی ہے۔

ساتویں آریا پرتی ندہی سبھا بریلی میں قائم کی گئی ہے جسکا صدر مقام مانڈلی ہے یہ انجمن ۱۹۰۸ء سے قائم کی گئی ہے۔

تجویز ہو رہی ہے کہ ایک ایسی عام انجمن قائم کیجائے جو تمام صدر انجمنوں کو اپنی نگرانی اور سرپرستی میں لے سکے اور اسکا نام سودیشک آریا پرتی ندہی سبھا آریہ ورت ہو۔ یعنی ہندوستان کے کل ملکی آریا انجمن۔ ۲۵ اگست ۱۹۰۸ء کو آگرہ میں اس تجویز کو عمل میں لانے کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جسمیں متحدہ پنجاب۔ راجپوتانہ۔ ممالک متوسط و برار اور بنگال و بہار کی صدر انجمنوں کے نمایندے شریک ہوئے تھے۔ یہ عام انجمن ان تمام انجمنوں کے کام کی نگرانی کریگی۔ جو اطراف ہندوستان میں اشاعت مذہب کا کام انجام دے رہی ہیں رفتہ رفتہ اس انجمن کی طرف سے غیر ملکوں میں

بھی مذہبی واعظ بھیجے جائیں گے اس کا آیندہ اجلاس دہلی میں ہونا قرار پایا تھا۔

آریہ سماجوں کا کام کس انتظام اور کس باقاعدگی سے انجام پاتا ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لیئے نمونہ کے طور پر کرنال کی آریہ سماجوں کا ذکر اس موقع پر کیا جاتا ہے۔

اس علاقہ میں (۴۷) سماجیں ہیں اور کل علاقہ دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک حصہ شمالی ہے ایک جنوبی۔ شمالی حصہ میں کرنال۔ تھانیسر۔ کیتھل اور جیند شامل ہیں اور جنوبی حصہ میں پانی پت۔ سونی پت۔ دہلی اور رہتک شریک ہیں۔ دونوں حصے ملکر کرنال سبھا منڈل کہلاتے ہیں اور ہر حصہ کھنڈ کے نام سے موسوم ہے۔ منڈل سبھا میں اس علاقہ کے تمام سماجوں کی طرف سے (۴۶) نمایندے شامل کئے گئے ہیں۔ سال گذشتہ میں اس سبھا کے ایک واعظ نے (۳۰۸) دن کام کیا تفصیل کام کی یہ ہے کہ اُسنے (۴۹) آریا سماجوں اور (۲۳) دیگر مقامات میں وعظ کیا۔ وعظوں کی تعداد (۲۴۵) بتائی گئی ہے۔ اس کام کیلئے اسکو (۲۵۰۴) میل سفر کرنا پڑا (۳۴۳) روپیہ اس واعظ کو بطور تنخواہ کے اور (۳۳) روپے ۱۲ آنے بطور سفر خرچ کے دئے گئے۔ دوسرے واعظ نے (۳۵۵) دن کام کیا (۵۲) آریا سماجوں میں اور (۱۱) دیگر مقامات میں اُس کے وعظ اور اس غرض کے لئے اس نے (۳۰۰۰) میل کا سفر کیا اسکو (۱۷۷) روپے بطور تنخواہ کے اور (۳۰) روپے ۱۵ آنے بطور سفر خرچ دئے گئے تیسرے واعظ نے (۲۱۹) دن میں (۳۱) آریا سماجوں اور (۴) دیگر مقامات میں وعظ اور اس کام کے لئے اسکو (۲۰۰۰) میل کا سفر کرنا پڑا اسکو (۱۵۹) روپے بطور تنخواہ کے اور (۷۶) روپے ۱۱ آنے بطور سفر خرچ کے دئے گئے۔ اسی اندازہ سے قریب دیگر واعظوں کا کام قیاس کرنا چاہیئے جنہوں نے اس سبھا کی نگرانی میں اپنا کام سال بھر میں انجام دیا ان واعظوں نے قصبات ہی میں نہیں بلکہ دیہات میں بھی اپنا اثر خوب پھیلایا ہے۔ اور زمینداروں۔ چودہریوں اور مکھیا لوگوں کو اپنے حلقۂ اثر میں شامل کرلیا ہے۔ شادیوں۔ اور میلوں کے موقعوں پر اس سبھا کی طرف سے خاص طور پر واعظ وہاں بھیجے جاتے ہیں۔ جو نہایت جوش وخروش سے اپنا کام انجام دیتے ہیں۔ اس سال کے لیئے اس سبھا کا بجٹ ڈھائی ہزار روپے کا منظور کیا گیا ہے۔

چار سنیاسی۔ دو برہم چاری اور تین پنڈت ایسے ہیں جو کسی آریا پرتی ندی سبھا سے تعلق نہیں رکھتے اور وہ ہندوستان میں اپنی مرضی سے جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور آریا مذہب وعظ کرتے ہیں۔ پنجاب کی پرتی ندی سبھا کے متعلق اسوقت (۱۳) تنخواہ دار واعظ اور (۲۳) ایسے واعظ اور لیکچرار ہیں جو سبھا کی طرف سے تنخواہ نہیں پاتے اور انہوں نے مذہبی زندگی کے لیئے اپنی زندگی وقف کردی ہے۔

صوبجات متحدہ کی سبھا کے متعلق (۷) تنخواہ دار اور (۳۶) بلا تنخواہ کے واعظ ہیں جو اپنی خدمت نہایت جوش کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ راجپوتانہ کی سبھا کے ماتحت (۴) واعظ اور (۷) لیکچرار ہیں۔ بنگال و بہار کی سبھا کی نگرانی میں (۴) واعظ اور (۱) لیکچرار مقرر ہیں۔ ممالک متوسط و برار کی سبھا سے (۱۰) واعظ تعلق رکھتے ہیں جو بلا تنخواہ اپنا کام کرتے ہیں۔ بمبئی کی سبھا کے متعلق چار تنخواہ دار اور تین آنریری واعظ ہیں۔

گروکل ہردوار سب سے زیادہ دلچسپ درسگاہ ہے۔ جو پنجاب کی آریا پرتی ندی سبھا کی طرف سے قائم کی گئی ہے۔ یہ دریا گنگا کے کنارے کنکھل کے مقابل موضع کانگڑی میں ہے کل رقبہ (۱۹۶) بیگہ ہے اور تقریباً (۲۴۰۰۰) روپیہ اُسکی قیمت ہے۔ یہ زمین نجیب آباد کے ایک رئیس منشی امن سنگھ نامی نے وقف کی تھی۔ سالگذشتہ میں اُسکی آمدنی (۲۴۸۹۶) روپیہ ہوتی تھی۔ اس درسگاہ میں (۲۱۹) برہم چاری تعلیم پاتے ہیں جو گیارہ جماعتوں میں منقسم ہیں یہ طلبا چار بجے صبح کے اُٹھائے جاتے ہیں اور اسوقت وہ اپنے اُستادوں کے ساتھ رفع حاجت کے لئے باہر جاتے ہیں۔ اسکے بعد وہ اور انکے اُستاد گنگا کے کنارے ورزش کرتے ہیں۔ پھر کچھ دیر عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ سوا چھ بجے ہون کی رسم ادا کیجاتی ہے جو آریوں کی ایک مذہبی رسم ہے۔ پھر وہ دودھ پیکر سوا سات بجے اپنی اپنی جماعت میں پڑھنے چلے جاتے ہیں۔ ساڑھے دس بجے تک پڑھائی ہوتی ہے۔ اسکے بعد ان کو کھانا دیا جاتا ہے۔ لال مرچ۔ کھٹائی وغیرہ کی سخت ممانعت ہے۔ کھانا کھانے کے بعد، طلبا کچھ دیر آرام کرتے ہیں پھر ایک بجے سے چار بجے تک دوبارہ تعلیم ہوتی ہے۔ بیچ میں دو بجے کی قریب انکو دودھ پینے کے لئے دیا جاتا ہے اور پندرہ منٹ کی چھٹی دیجاتی ہے۔ سوا چار بجے ورزش ہوتی ہے۔ شام کا کھانا سات بجے ملتا ہے۔ سردیوں کے موسم میں رات کو بھی کچھ دیر پڑھائی ہوتی ہے۔ ان طلبا کی تعلیم کے لئے ہر علم اور ہر فن کے بڑے بڑے نامور استاد مقرر کئے ہیں۔ جن میں سے اکثر

استاد آنریری کام کرتے ہیں۔ طلباء کے دودھ کے لئے ایک ایک گئوشالہ قائم کیا گیا ہے جس میں بہت سی گائیں موجود ہیں۔ کھانا پکانے کے لئے رسوئیے مقرر ہیں۔

حجامت کے لئے نائی۔ کپڑا سینے کیلئے درزی۔ پہرہ دینے کے لئے چوکیدار۔ باغ کے رکھ رکھاؤ کے لئے مالی کمیرے مقرر ہیں ہر موسم کے کپڑے اور قلم دوات اور کتابیں وغیرہ کا کافی ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے درسگاہ کے ساتھ ایک عمدہ کتب خانہ بھی ہے جس میں انگریزی اور سنسکرت کی زبان کی کتابیں ڈھائی ہزار سے زیادہ موجود ہیں ایک شفاخانہ بھی ہے جسمیں بیدک اور ڈاکٹری کی دوائیں موجود رہتی ہیں۔

دس ہزار روپے کے سائنس کے آلات اور پانچ سو روپے کا کنڈرگارٹن کا سامان بھی مہیا کیا گیا ہے۔ ورزش گاہ کے لئے ایک رئیس نے (۲۵۰۰) روپیہ دیا۔ جو مختلف عمارتیں گروکل کے احاطہ میں تیار کرائی گئی ہیں۔ انکی لاگت نوے اکانوے ہزار روپیہ کے قریب ہے طلباء کے دو فریق ہیں۔ ایک فریق کے طلباء کی پڑھائی دس سال ہے۔ اور ایک کی ۱۶ سال کی پہلے فریق کے طلباء سے (۱۰) روپے اور دوسرے فریق کے طلباء سے (۱۵) روپے ماہوار فیس لیجاتی ہے اس میں خوراک پوشاک اور تمام اخراجات شامل ہیں۔ اگر پنجاب سبھا کے پاس اسقدر روپیہ جمع ہو جائیگا کہ اسکے سود سے گروکل کے اخراجات پورے ہو سکیں۔ تو پھر کسی طالب علم سے کسی قسم کی فیس نہیں لیجائیگی۔

اس درسگاہ کے متعلق ہر سال نہایت دھوم دھام سے سالانہ جلسے منعقد ہوتے ہیں جنمیں اطراف ملک سے نصف لاکھ کے قریب آدمی شریک ہوتے ہیں۔ اور اس موقع پر دولتمند لوگ بڑے بڑے چندے دیتے ہیں اور زمین اور جائدادیں وقف کرتے ہیں۔ ویدک میگزین کے نام سے ایک ماہوار انگریزی رسالہ بھی اس درسگاہ سے شائع ہوتا ہے جس میں نہایت لائق اور عالم آریہ مضامین لکھتے ہیں اور اسکی قیمت تین روپے سالانہ ہے مستقل فنڈ اس درسگاہ کا (۲۴۹۵۳) روپیہ ہے جس میں عمارت اور اراضی بھی شامل ہے ہر سال اس فنڈ میں معقول اضافہ ہوتا رہتا ہے "لنڈن ٹائمز" سے ایک نامہ نگار نے حال میں اس درسگاہ کے متعلق رائے دی ہے کہ اس سے جو طلباء فارغ التحصیل ہو کر نکلیں گے وہ ہندوستان میں انقلاب پیدا کرینگے۔ اس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ اسکی تعلیم و تربیت ایسے نوجوانوں کو پیدا کرے جو مشرقی اور مغربی علوم کے ماہر ہوں انکے جسم اور دماغ طاقتور ہوں۔ وہ ویدک مذہب کی اشاعت نہایت سرگرمی سے اور مستعدی سے کریں۔

علاوہ گروکل ہردوار کے گوجرانوالہ سورج کنڈ ضلع بدایوں براسی ضلع مظفر نگر اور فرخ آباد میں بھی اس نمونہ کی درسگاہیں اسی نام کے ساتھ قائم کی گئی ہیں۔ ڈیرہ بہر ضلع ملتان میں بھی عنقریب ایک گروکل قائم ہونے والی ہے۔

سنسکرت اور انگریزی زبان کی تعلیم کے لئے بہت سے اسکول اور پاٹ شالا بھی آریوں نے مختلف مقامات میں قائم کئے ہیں۔ لاہور میں دیانند انگلو ویدک کالج نہایت مشہور درسگاہ ہے جس سے سیکڑوں طلباء تعلیم پاکر نکل چکے ہیں۔ اسکی تعلیم بہ نسبت دیگر کالجوں کے بہت ارزاں ہے آریوں کے قائم کئے ہوئے اسکولوں میں سے بعض مڈل کے درجہ تک تعلیم دیتے ہیں اور بعض انٹرنس تک۔

لڑکوں کے علاوہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی آریوں نے خاص توجہ مبذول کی ہے۔ جبل پور (ممالک متوسط) میں ایک مرکزی انجمن عورتوں کی اصلاح اور ترقی حالت کے لئے قائم ہوئی ہے جسکے ماتحت گیارہ زنانہ انجمنیں اپنا کام کر رہی ہیں اس انجمن کی طرف سے ایک بیوہ خانہ اور ایک زنانہ تعلیم گاہ جاری کی گئی ہے۔ اور "آریاورتا" کے نام سے ایک اخبار بھی اس انجمن کیطرف سے شائع ہوتا ہے۔ چار عورتیں اس انجمن کیطرف سے وعظ کی خدمت انجام دیتی ہیں۔ متعدد کتابیں عورتوں کی درستی اخلاق اور تعلیم کے لئے اس انجمن نے تیار کرکے شائع کی ہیں۔

جالندھر میں ایک اعلیٰ درجہ کا مدرسہ نسواں ہے جسمیں دس جماعتیں ہیں (۲۰۳) لڑکیاں اس میں تعلیم پاتی ہیں۔ اسکے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس ہے جس میں (۱۲۵) لڑکیاں رہتی ہیں۔ بورڈنگ کی فیس آٹھ روپے ماہوار ہے۔ سالگذشتہ میں اسکی آمدنی (۱۳۰۱۴) روپیہ (۱۵) آنے اور خرچ (۹۰۸۴) روپے ۹ آنے ہوا۔ یہاں لڑکیاں کو سنسکرت ہندی اور انگریزی میں تعلیم دیجاتی ہے وہ حسب ذیل ہیں:

نقشہ کشی۔ انتظام خانہ داری۔ کھانا پکانا۔ سینا پرونا۔ اشیاء کا سبق۔ حساب جغرافیہ تاریخ۔ گانا بجانا۔ مٹی وغیرہ کے کھلونے بنانا تعلیم کے علاوہ یہاں لڑکیوں کو ورزش بھی کرائی جاتی ہے اسی طرح تقریباً (۶۰) تعلیم گاہیں آریوں نے لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے مختلف مقامات میں جاری کی ہیں۔

جو بہت عمدگی سے چل رہی ہیں۔ آریا عورتوں کی سماجیں بھی تقریباً ہر صوبے میں ہیں۔
چنانچہ پنجاب میں جالندھر۔ لاہور۔ لائل پور۔ پشاور۔ ہرجانہ۔ لودھیانہ بسریا گوبندپور۔ کوئٹہ۔ انبالہ چھاؤنی میں اور ممالک متحدہ میں میرٹھ۔ بدایوں۔ مظفرنگر۔ ڈیرہ دون الہ آباد میں اور راجپوتانہ میں۔ اجمیر بھرت پور اور صوبہ بمبئی اور صوبہ بنگال میں بھی مختلف مقامات میں یہ سماجیں قائم ہیں۔
عورتوں کی درستی حالت کے لئے پانچ رسالے بھی شائع ہوتے ہیں جن میں سے ۴ ماہوار ہیں اور ایک پندرہ روزہ ہے۔ ان میں سے صرف ایک رسالہ اُردو زبان میں شائع ہوتا ہے۔ باقی تمام رسالے ہندی زبان میں نکلتے ہیں۔ یہ پانچ رسالے لاہور۔ جالندھر۔ علیگڈھ جبل پور اور میرٹھ سے شائع ہوتے ہیں۔ جالندھر میں ایک بورڈنگ ہوس ہی خاص بیوہ لڑکیوں کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ پونا اور جبل پور میں بیوہ خانے قائم ہیں جنمیں بیوہ عورتوں کی پرورش ہوتی ہے۔ پونا کے بیوہ خانے کا مستقل سرمایہ (۴۴۰۰) روپیہ ہے۔ سات ایکڑ اراضی (۳۵۰۰۱) روپے کی عمارت اور (۱۰۰۰۰) روپے کے بیمے اس بیوہ خانہ کے متعلق ہیں۔ سال گزشتہ میں اسکا خرچ (۸۷۷۸) روپے (۱۱) آنے (۶) پائی ہوا اور (۵۷) بیواؤں کی تعلیم اور پرورش کا انتظام کیا گیا۔ شاہجہاں پور میں ایک انجمن بال بدھوا پرچارک سبھا" کے نام سے مہاراجہ بڑودہ کی سرپرستی میں قائم ہے۔ جو بیواؤں کی شادی کے متعلق وعظ و ہدایت کرتی رہتی ہیں۔ یہ سبھا ۱۹۰۵ء میں قائم ہوئی تھی۔ اسکے ذریعہ سے اب تک (۱۵۰) شادیاں بیواؤں کی ہو چکی ہیں۔ جہانسی اور دہلی میں بھی

ایسی سبھائیں قائم ہیں جو اپنے فرائض نہایت عمدگی اور خوبی سے انجام دے رہی ہیں۔
یتیم خانے آریوں نے مختلف مقامات میں قائم کئے ہیں انکے نام حسب ذیل ہیں فیروزپور (پنجاب) اجمیر۔ بریلی۔ بھوانی ضلع حصار۔ آگرہ۔ گوجرانوالہ۔ میرٹھ۔ باندہ۔ نرسنگھ پور۔ مظفرگڈھ۔ لاہور۔ جہلم۔ راہون۔ کانپور۔ شاہ پور۔ فرخ آباد۔ امرتسر۔ راولپنڈی۔ بھرت پور۔ ڈیرہ دون وغیرہ۔ فیروزپور کا یتیم خانہ ۱۸۷۷ء سے جاری ہے۔ گیارہ سال کے عرصہ میں اس یتیم خانہ سے (۱۵۷) یتیموں کی پرورش ہو چکی ہے اسوقت (۶۸) یتیم لڑکے اور لڑکیاں اس میں موجود ہیں۔ پرورش کے علاوہ ان یتیموں کو یہاں تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اور دستکاری کے خاص خاص ہنر بھی سکھائے جاتے ہیں جن سے وہ اپنی روزی کما سکیں۔ اس کا ماہواری خرچ (۱۲۰۰) روپے کا ہے۔ سال گزشتہ میں اسکی آمدنی (۱۴۷۰۹) روپیہ (۱۴) آنے (۵) پائی اور خرچ (۵۶۳۶) روپیہ (۱۳) آنے ہوا۔ ایک ماہوار رسالہ بھی اس یتیم خانہ کی طرف سے شائع ہوتا ہے۔ جس میں یتیم خانہ کی آمد و خرچ اور یتیموں کے داخل اور ہونے کے حالات درج ہوتے ہیں۔ اجمیر کے یتیم خانہ میں پچھلے سال (۱۹۰) یتیم موجود تھے۔ بریلی کے یتیم خانہ میں (۷۹) یتیم ہیں۔ اسکی آمدنی سال گذشتہ میں (۸۳۰۲) روپے (۱) آنہ ۵ پائی ہوئی اور خرچ (۷۸۷۶) روپیہ (۱۱) آنہ ہوا۔ سال کے اختتام پر جو بقایا موجود تھا اس کا اندازہ (۲۶۴۰) روپے ۸ آنہ کیا گیا ہے۔ یہاں بھی یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کو ہندی اور حساب وغیرہ کی تعلیم دیجاتی ہے اور مختلف دستکاریاں سکھائی جاتی ہیں۔ بھوانی ضلع حصار کے یتیم خانہ سے جو ۱۸۹۹ء

میں قائم کیا گیا تھا۔ (۶۲۲۶) یتیموں نے پرورش پائی ہے۔ سال گذشتہ میں (۳۴) یتیم اس میں موجود تھے۔ سالانہ آمدنی (۸۲۳۵) روپے ۶ آنہ ۶ پائی اور خرچہ (۳۶۸۳) روپے ۶ آنہ ۹ پائی ہوا (۳۶۴۳) روپے ۱۱ آنے کی رقم بطور بقایا کے موجود تھی۔ باندہ کے یتیم خانہ میں ۱۲ یتیم پرورش پا رہے ہیں۔ سال گذشتہ میں اسکی آمدنی (۱۳۳۵) روپے اور خرچ (۴۲۵) روپے ہوا۔ لالہ لاجپت رائے نے قحط کی امداد کے لئے جو روپیہ جمع کیا تھا۔ اس میں سے ایک بڑا حصہ اس یتیم خانہ کو دیا گیا ہے۔
اجمیر میں آریا مذہب کی کتابیں شائع کرنے کے لئے ایک شاندار چھاپہ خانہ قائم ہے۔ اس پریس سے بہت سی کتابیں نہایت عمدگی کے ساتھ چھپکر شائع ہو چکی ہیں۔ سال گذشتہ میں اس کا خرچ (۵۹۸۹) روپے ۱۵ آنے ۹ پائی ہوا اور آمدنی (۷۳۹۸) روپے ۱۱ آنے ۹ پائی ہوئی۔
ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر اس وقت جسقدر تعداد آریا سماجوں کی ہے وہ ذیل میں درج کیجاتی ہے۔
پنجاب (۳۱۰) بلوچستان (۲) سندھ (۵) ریاستہائے پنجاب (۲۸) ممالک متحدہ (۲۵۹) راجپوتانہ (۳۸) ممالک متوسط (۳۴) صوبہ بمبئی (۳۶) حیدرآباد دکن (۳) مدراس (۱) بنگال و بہار (۳۹) برہما (۳) سنگاپور (۱) افریقہ (۴)
اخبارات اور رسالے جو آریوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں ان کی تفصیل بھی ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگی۔ اسلئے ہم اس مقام پر ان کا ذکر کرتے ہیں۔
لاہور سے ایک انگریزی ہفتہ وار اخبار۔ دو ہفتہ وار اردو اخبار نکلتے ہیں۔ اور ایک ماہوار انگریزی

سب سے بڑا خطرہ

اخبار ہندوستان نے "مسلمان انقلاب پسند پارٹی سب سے بڑا خطرہ" کے عنوان سے دو کالم کا ایک نوٹ لکھا ہے جس میں مسلمانوں کی وفاداری اور اطاعت پر سخت حملہ کیا ہے پنڈت رام بھجدت صاحب ان لوگوں میں سے ہیں جو ہندو مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد کے خواہشمند ہیں لیکن اخبار (بقول انکے) ہندوستان انکی ذاتی رائے کا آئینہ نہیں اس لئے مجھے بھی یقین کرنا چاہئیے کہ یہ نوٹ انکی اطلاع اور اجازت کے بدوں لکھا گیا ہے۔

میں اس نوٹ کے صرف ایک حصہ پر ریمارک کرنا چاہتا ہوں امید ہے ایڈیٹر ہندوستان اس سے یہ نتیجہ نکالینگے کہ میں انکی باقی تحریر سے متفق ہوں ہندوستان لکھتا ہے۔

"ان تمام خرابیوں سے بڑھکر اب سب سے بڑھکر جو بیوقوفی اس وقت گورنمنٹ کرنے لگی ہے وہ فوج میں مسلمانوں کی غیر معمولی بھرتی ہے۔ پنجابی ہندو سمجھتے ہیں کہ ہمارے اور گورنمنٹ کے برے دنوں کی اس سے بڑھکر اور کوئی نشانی نہیں سرحد پر آگے ہی بدامنی ہے ایران اور کابل میں جہادی فرقہ زور پر رہا ہے سرحد کی اقوام کے اندر جہاد کی کھلے طور پر وعظ ہوتی ہے روئے زمین کے مسلمانوں میں مہدی زمان کے آنیکی امداد اور پھر کفار کو تہ تیغ کر کے مسلمانوں کی تمام دنیا پر راج قائم ہونیکے جذبے جاہل مسلمانوں میں پھیلائے جا رہے ہیں"

اس سارے نوٹ میں رونا اس بات کا ہے کہ مسلمانوں کو فوج میں بھرتی نہ کیا جاوے بلکہ حکم و اطاعت کے دیوتاؤں اور فرمانبرداری اور بہادری کے نمائندوں سے تمام فوجیں ترتیب دینی چاہئیں یہ کام تو گورنمنٹ کا ہے وہ خود سوچ لیگی۔ اور اگر ہندوستان کی حفاظت کی ایسی ضرورت ہے تو بقول ہندوستان یہ خطرہ تب ہی دور ہو سکتا ہے جبکہ عام طور پر ہندوؤں کو ہتھیار دیئے جاویں۔ اور اگر ہندو و مسلمان فوجوں میں برابر ہو گئے تو یہ خطرہ امدبط ہو جائیگا۔ اور پھر ضرورت کے وقت یہ فوج بالکل نفی کے برابر ہوگی۔ ہندوستان کی اس مدبرانہ رائے پر اس کو کوئی عجیب خطاب ملنا چاہئیے۔

مجھے صرف خصوصیت سے اس حصہ پر گفتگو کرنا ہے جس کو میں نے زیر خط کر دیا ہے۔ مہدی کا مسئلہ صاف ہو چکا ہے۔ آنیوالا مہدی آچکا ہے اور وہ اپنا کام کر کے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مہدی کا خطرہ خیالی خطرہ تھا اور اب تو وہ بھی نہیں رہا۔ مہدی کی اگر کوئی جنگ تھی تو وہ روحانی جنگ تھی جس کے لئے کسی تیغ و تبر کی حاجت نہ تھی بلکہ وہ دلائل و براہین کی جنگ تھی وہ آیات اور نشانات کی جنگ تھی۔

چار لاکھ سے زیادہ مسلمان اس مسئلہ پر ایمان لا چکے اور وہ گورنمنٹ کے فرمانبردار اور وفادار ہیں۔ اور بہت بڑی تعداد مہدی کے آنے سے ہی منکر ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ کچھ مسلمان جو پرانے خیالات کے ہیں وہ مہدی کے آنے کے اس طرح پر قائل بھی ہیں۔ مگر یہ کوئی خطرناک امر نہیں کیونکہ آنیوالا مہدی آچکا ہے اور دن بدن اسی عقیدہ کے لوگ قائل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ چار لاکھ سے زیادہ کی تعداد ان میں سے ہی بنی ہے۔ پس مہدی کا خطرہ قطعاً نہیں رہا۔

سرحدی پٹھانوں کے لئے گورنمنٹ اگر میری رائے مانگتی تو میں اسے مشورہ دیتا کہ ہندوستان اخبار کے ایڈیٹر کی زیر کمانڈ تمام ہندوؤں کی ایک فوج ترتیب دی جاوے جو اس کے ہم خیال ہیں اور پھر ان کو سرحد پر امن قائم کرنے کے لئے بھیجدیں کیونکہ اس کے خیال کے موافق ہری سنگھ نلوا کے نام سے بچوں کو ڈرایا جاتا ہے اور اس طرح پر ہندو قوم کے فوجی قابلیت اور جوہر ظاہر کرتا ہے سرحد پر یہ بزرگ امن قائم کریں مگر اتنا اور کیا جاوے کہ اس فوج کو ترتیب دیکر پیچھے ایک مسلمانوں کی فوج بھی رکھدی جاوے تاکہ یہ بہادر واپس بھاگ نہ سکیں یا انتظام کریں یا وہیں ڈھیر ہو جائیں کیونکہ ان کے ہاتھ میں ہتھیار دینا بھی کوئی مہل امر نہیں۔

افسوس یہ لوگ کس کام میں لگے ہوئے ہیں اور گورنمنٹ کو احمق بنا کر مسلمانوں سے ڈراتے ہیں گویا یہی عظیم الشان خطرہ ہے مگر کیا تجربہ بھی کچھ چیز نہیں۔

عیسائیوں کی پرانی تہذیب

آریہ گزٹ لکھتا ہے

کہ عیسائی لوگ اکثر ڈینگ مارا کرتے ہیں۔ کہ ہم ہی تہذیب کو پھیلانے والے ہیں۔ اور تمام شائستگی کے موجد ہم ہی ہیں۔ لیکن اگر ذرا یہ حضرت اپنے بزرگ پادریوں کی کرتوتوں کا ملاحظہ کریں تو ان کی یہ لن ترانی تمام کرکری ہو جائے۔

ایک چینی سیاح جس نے تقریباً کل ملکوں کی سیر کی ہے۔ اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے یہ سفر نامہ ایک خطوط کا مجموعہ ہے۔ جو وہ دیگر مقامات سے متواتر فنگ شان پرنسپل مدرسہ شاہ چین پیکن کو بھیجتا رہا تھا وہ اپنے خط نمبر ۱۲ میں لکھتا ہے۔

لندنکی میخانہ کا قصہ

لنڈن میں پرانے زمانہ میں ایک مشہور میخانہ تھا جس میں ہزاروں برائیوں اور خرابیوں کی خوفناک تصویریں منقوش رکھی تھیں۔ مگر گردش زمانہ سے

رسالہ اور دو ماہوار اردو رسالے شائع ہوتے ہیں۔ ہردوار سے ایک ہندی ہفتہ وار اخبار اور ایک اردو ہفتہ وار اخبار جاری ہے۔ جالندھر سے اردو ماہوار رسالہ آریا مسافر میگزین نامی شائع ہوتا ہے۔ ہانسی سے ایک اردو ماہوار رسالہ نکلتا ہے۔ فیروزپور سے بھی ایک اردو ماہوار رسالہ شائع ہوتا ہے۔ آگرہ سے ایک ہندی ہفتہ وار اخبار اور ایک اردو ہفتہ وار اخبار نکلتا ہے۔ فرخ آباد سے گروکل کا ماہوار اردو رسالہ شائع ہوتا ہے۔ اور ایک ماہوار ہندی رسالہ بھی اس مقام سے جاری کیا گیا ہے۔ بریلی سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار اور ایک ماہوار اردو رسالہ شائع ہوتا ہے۔ اسی طرح کان پور سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار۔ میرٹھ سے ایک اردو ماہوار رسالہ اور ایک ہندی ماہوار رسالہ۔ ریاست اندور سے ایک اردو ماہوار رسالہ اور ایک ہندی ماہوار رسالہ۔ شاہجہانپور سے ایک اردو وناگری ماہوار رسالہ۔ نرسنگھ پور سے ایک ہندی ماہوار رسالہ۔ جبل پور سے ایک ماہوار ہندی رسالہ۔ اجمیر سے دو ماہوار ہندی رسالے اور بمبئی سے ایک ہفتہ وار گجراتی انگریزی اخبار شائع ہوتا ہے۔

آریوں نے جولائی ۱۹۰۸ء سے تبدیل کرنیکا کام بھی نہایت وسیع پیمانہ میں اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور اسکے لئے ایک خاص انجمن بھارت شدھی سبھا کے نام سے قائم کی گئی ہے۔ یہ تحریک پنڈت بھوجدت اڈیٹر اخبار مسافر آگرہ نے شروع کی ہے۔ اسوقت سبھا کی طرف سے دو تنخواہ دار اور دو آنریری دلغظ کام کر رہے ہیں۔ سال حال میں اس سبھا کے ممبروں نے ضلع باندہ میں گیارہ عیسائی اور مسلمانوں کا مذہب تبدیل کرایا۔ رام گنگا کے کنارے شدھی سبھا کو ایک زمین مل گئی ہے جہاں نو آریا لوگوں کی تعلیم گاہ قائم کیجائیگی اور اس کا نام "آریا مسافر ودیالہ" ہوگا۔

۱۰ فروری ۱۹۰۹ء کو راجپوت شدھی سبھا نے جو سبھا مذکور کی شاخ ہے بیسوار ضلع اٹاوہ کے (۵۴) مسلمانوں راجپوتوں کو آریا کیا۔

حیدرآباد دکن کی آریا سماج نے ۱۱ دسمبر ۱۹۰۸ء کو ایک عیسائی شخص کو مع اسکی عورت اور بچوں کے آریا بنایا۔ ۱۲ نومبر ۱۹۰۸ء کو ضلع میں پوری کے موضع کچھ پورہ کے مسلمان (۵۰) راجپوتوں کا مذہب تبدیل کرایا گیا۔ نومبر ۱۹۰۸ء کو آریا سماج مندر لاہور میں (۱۰۰) اشخاص مع عیال و اطفال کے شدھ کئے گئے۔ جنکا اصلی مذہب کبیر پنتھی تھا۔ دیگر مقامات میں جو لوگ ۱۹۰۸ء میں آریا کئے گئے۔ انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

فیروزپور (۹) مسلمان۔ راولپنڈی (۱) عیسائی باندہ (۷) عیسائی اور تین مسلمان۔ کروی ضلع باندہ (۷) عیسائی اور ۹ مسلمان۔ وینا نگر (۱) مہیا کہار۔ سیالکوٹ (۲۰۰) میگھ قوم کے لوگ۔ گوجرانوالہ (۲) جوگی کھتری پینبل (۱) مسلمان۔ پیلی بھیت۔ (۳) عیسائی۔ دالگنج (۱) عیسائی۔ آگرہ (۱) مسلمان (۱) عیسائی بھوٹ بریلی (۱) مسلمان۔ ایٹہ (۱) عیسائی ضلع بجنور۔ (۱۰) تپت قوم کے لوگ۔ حیدرآباد سندھ۔ (۱) مسلمان۔ اجمیر (۸) مختلف مذہب کے لوگ۔ گجرات (۱) مسلمان۔ ریاست دیواس (۲) تپت قوم کے۔

اسقدر تحقیقات و معلومات درج کرنے کے بعد ہم تمام مسلمانوں کو اس امر کیطرف متوجہ کرتے ہیں کہ وہ آریوں کی قومی اور مذہبی سرگرمیوں پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کس جوش اور ولولہ سے اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔ انھوں نے ایسا زبردست ارگنائزیشن قائم کیا ہے کہ اسکا سلسلہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ وہ ایک ترقی کی تمام باتوں پر متوجہ ہوئے ہیں اور ہر پہلو سے برابر ترقی کرتے جاتے ہیں۔ ان کی پیاس نہیں بجھتی ان کا جوش ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ بوڑھے۔ جوان لڑکے۔ لڑکیاں سب ایک رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ایک انچہ بھی اس ڈگر سے ہٹے۔ جو ان کے لئے سوامی دیانند سرستی نے مقرر کردی ہے۔ شہروں ہی میں نہیں قصبوں۔ بلکہ گاؤں میں بھی جو لوگ آریا سماج کے ممبر ہیں ان کے دلوں میں برقی چنگاریاں موجود ہیں جو برابر چمکتی رہتی ہیں۔

سب سے بڑا اور اہم کام جو آریوں نے اپنے ذمہ لیا ہے وہ غیر مذہب کے لوگوں کو اپنے اندر جذب کرنیکا ہے۔ عیسائیوں کا گروہ قاعدہ اور ضابطہ کے ساتھ اس کام کو انجام دینے میں مدت دراز سے مشغول ہے مگر ان کو اسقدر کامیابی نہیں ہوئی جو آریوں کو ہوتی جاتی ہے اور وجہ متواتر کام اور وہ مستقل اور مضبوط نظام ہے جس نے تمام آریا سماجوں کو ایک سلسلہ میں مسلسل کر رکھا ہے۔ اگر مسلمان اب بھی بیدار ہوں اور اس خطرہ کو محسوس کریں جس نے چاروں طرف سے انکو گھیر لیا ہے تو وہ اب بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ انکو آپس کی نااتفاقیاں اور ناچاقیاں فراموش کر دینی چاہئیں ان کو بھول جانا چاہئے کہ ایک دوسرے کے مقابل انکے ذاتی اغراض بھی ہیں۔ اگر وہ صرف اسلام کی حمایت و حفاظت اور مسلمانوں کی ترقی اور اصلاح کو اپنا مدنظر بنا لیں اور اس مقصد کے سوا اور کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں اور نہایت سرگرمی اور جوش کیساتھ اس مقصد کے انجام دینے پر کمربستہ ہوں تو یہ امر کچھ عجب نہیں ہے کہ وہ آریوں اور عیسائیوں کے مذہبی حملوں سے اپنی قوم کو بخوبی محفوظ رکھ لیں گے اسوقت جو انجمنیں حفاظت و اشاعت اسلام

ضمیمہ الحکم مورخہ ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء

دہلی میں آگ لگانیکی تیاری

مرزا حیرت صاحب کے مقدمات کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ مرزا صاحب ان مقدمات کو دہلی کی رئیس پارٹی کے ذمہ تھوپنے کی بے سود کوشش کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں اور بعض سادہ لوح لوگوں کو کچھ تعجب نہیں یہ وہم بھی ہو کہ یہ لوگ ان معاملات میں کوئی دلچسپی لیتے ہیں مگر جو لوگ کرزن گزٹ کے باقاعدہ پڑھنے والے ہیں وہ مرزا حیرت صاحب کی ان تدبیروں سے ناواقف نہیں جن ایام میں آپنے اول ہی اول مسلکہ شہادت کا انکار شائع کرنا شروع کیا ہے اسوقت کے کرزن گزٹ کے فائلوں کو جو شخص دیکھے گا وہ مختلف رنگوں اور پیرایوں میں مرزا صاحب کی تحریریں پڑھیگا جن میں سارا زور اس امر پر دیا جاتا ہے۔ کہ شیعہ انکی مخالفت کر رہے ہیں انپر مقدمہ بازی کی طیاریاں کر رہے ہیں ایسا ہی جن دنوں آپکی نظر مولوی صاحبان کے حال زار پر تھی اسوقت کے رونے اپنے اندر اندیشہ کا نشان رکھتے ہیں کہ آپ کا کارخانہ کرزن گزٹ تباہ کرنے کے لئے ان ملانوں نے طرح طرح کے منصوبے کئے ہیں۔ اور وہ زنانک پہیلوں اور محزون مل کی آہ و بکا کے سننے والے اسوقت کی آہ و بکا بھی سمجھ سکتے ہیں کہ رونا ئی دہلی کا اس میں کہانتک دخل ہے میں اس سلسلہ مضامین میں ان تمام امور کا تار تار الگ کر کے دکہاؤنگا۔ اور خود مرزا حیرت صاحب ہی کی تحریریں پیش کر کے بتاؤنگا کہ انکی موجودہ تحریریں قابل اعتبار ہیں یا چند سال پیشتر کی مرزا حیرت جن مقدمات میں پہنسے

ہوئے ہیں ناظرین الحکم اور دوسرے مسلمان کو انکی تاریخ ابتدائی خود دیکھنی چاہئے تاکہ انکو معلوم ہو جائے کہ مقدمات کی ابتدا کسطرح پر ہوئی۔ مقدمات کے شروع ہونے سے پہلے جو اعلان ۲۳ اگست سنہ ۱۹۰۷ء کے اخبار کرزن گزٹ میں

سجاد حسین ولد نامعلوم الاسم سابق ہیڈ کلرک کے عنوان سے دیا گیا ہے اس میں مرزا حیرت صاحب نے لکہا ہے کہ میں نے فوجداری میں آکر دعویٰ کر دیا ہے" اور پہر لکہا ہے کہ ممکن ہے کہ اس مقدمہ کے بعد اسپر دیوانی اور فوجداری کے دیگر مقدمات دائر کئے جائیں" جبکہ مرزا حیرت نے سب سے اول منشی سجاد حسین پر مقدمات کی ابتدا کی اور آئندہ دوسرے مقدمات کی دہمکی دی تو کیا منشی سجاد حسین کو اپنے ڈیفنس اور بچاؤ کے لئے کچھہ نہیں کرنا تھا۔

اسوقت شہر کی رئیس پارٹی میں سے کسنے مرزا حیرت کو کہا تھا کہ تم مقدمات کا طوفان پیدا کرو اور سجاد حسین کے طرفدار کون تھے ؟ سجاد حسین کے چلے جانے کی وجہ جو مرزا حیرت نے ظاہر کی ہے وہ درست ہو یا غلط مگر اس سے اتنا پایا جاتا ہے کہ سجاد حسین مرزا حیرت ہی سے ناراض ہو کر چلا گیا تھا اور کسی دوسرے کا اسمیں کوئی دخل نہ تھا۔

مرزا حیرت کو اپنی طاقت اور پرائے روپیہ پر جو امانتاً انکے پاس تھا گھمنڈ تھا اور انہیں خیال تہا کہ منشی سجاد حسین ڈر کر اور ڈر کر انکے پاس آجائیگا اور انکے پاؤں پکڑ لیگا گر وہ گھر کا بہیدی تھا۔ آخر۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

جب مقدمات کا سلسلہ شروع ہوا تو مرزا حیرت صاحب کو بھی قدر عافیت معلوم ہوئی۔ سجاد حسین تو بیچ نکلا مگر مرزا صاحب دہر رہے گئے۔ اب جو شخص انصاف اور دیانت کے ساتھ مقدمات کی ابتدائی تحریک اور تاریخ پر غور کریگا اسے صاف معلوم ہو جائیگا کہ رئیس پارٹی کا اسمیں نہ کوئی دخل ہے نہ تعلق۔ وہ نہ سجاد حسین کے واقف و آشنا نہ مرزا حیرت کے دشمن۔ مگر مرزا صاحب نے بیرونی دنیا کو اپنی قابل رحم حالت کا یقین دلانیکے لئے آسمان سر پر اٹہا لیا کہ دہلی میں انکے خلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا ہے۔ اور انکی عزت انکی دولت انکی ریاست کوئی قابل حسد چیز ہو رہی ہے جسپر دہلی کے بڑے بڑے رؤسا کی رال ٹپکتی ہے اور انکو آرام اور راحت نہیں ہو سکتی جبتک کہ مرزا صاحب کو تباہ نکر لیا جاوے۔

باہر کے لوگ جب ان حالات کو کرزن گزٹ میں چھپتے ہیں پڑہتے ہونگے تو انہیں حیرت اور تعجب ہوتا ہوگا۔ کہ دہلی میں خطرناک غدر ہو رہا ہے اور یہ مرزا حیرت صاحب کی روحانیت اور قابلیت اور کمال ہے جو وہ اتنے بڑے بڑی اذیتوں اور سازشوں کا مقابلہ کر رہے ہیں ورنہ اگر انکی بجائے کوئی اور آدمی ہوتا تو وہ کبھی کا پس گیا ہوتا۔ اس ہوشیاری اور دانشمندی کی ہر شخص کو داد دینا چاہئے۔

بہرحال یہ تو ہے ان مقدمات کی ابتدائی تاریخ جو مرزا حیرت پر دائر ہیں انکا جو کچھ بھی انجام ہوگا دیکھہ لیا جائیگا۔ اب اسکا جواب یہ ہے کہ دہلی میں ایک نئی آگ لگانیکی کوشش کی گئی ہے۔ پہلے تو وہاں کی رئیس پارٹی کو اخبار کے ذریعہ بدنام کیا گیا ہے اور انپر بیجا الزام باطل لگائے گئے ہیں اور وہ کہانیاں گھڑی گئیں ہیں انکی جڑ وہی ہے جو میں گذشتہ نمبروں میں لکھہ چکا ہوں۔ لیکن اب جو تنبیہ

اختیار کی جارہی ہے وہ اس سے زیادہ خطرناک اور مسلمانوں کو تباہ کرنیوالی ہے۔ یعنی مقدمات ۸۰ جولائی کے کرزن گزٹ میں ایک درخواست چھاپی گئی ہے جو حاجی فضل الرحمان صاحب و چودہری محمد دین صاحب کی طرف سے ڈسٹرکٹ جج دہلی کی عدالت میں دی گئی اس درخواست کا جو کچھ بھی حشر ہوگا اس سے ہمیں یہاں بحث نہیں مگر یہ دیکھنا ہے کیا یہ وہی مقدمہ بازی نہیں جسکے متعلق مرزا حیرت کے مضامین **چودہویں صدی کے مولویوں** کے مضامین کے سلسلہ میں نکلتے ہیں جسکی وجہ سے وہ مسلمانوں کے ہزاروں روپیہ کے تباہ ہوجانے پر افسوس ظاہر کرتے تھے۔

ناظرین جہانتک میرا علم ہے یہ وہی حاجی فضل الرحمان ہیں جو شیخ ذکر الرحمان کے والد ماجد ہیں۔ جنکے اکثر مضامین مسیحہ اخبار میں اور کرزن گزٹ میں چھپتے رہتے ہیں اور جو محمڈن کلب دہلی کے سکرٹری بھی ہیں۔ یہ وہی محمڈن کلب ہے جسکے جلسے مرزا حیرت صاحب کی صدارت میں انہیں کے پریس میں ہوا کرتے ہیں۔

اب مسلمانوں کو یہ امر بڑی صفائی سے واضح ہوسکتا ہے کہ باپ بیٹے کی اس ساری کارروائی اور شور پکار کا اصل منشا کیا ہے؟

مرزا حیرت صاحب کے مقدمات پر تو ان مقدمات کا کوئی اثر نہیں پہنچیگا بلکہ مجھے خیال ہے کہ وہ کسی اور مقدمہ کی لپیٹ میں نہ آجاویں انہوں نے دہلی میں ایک انجمن **اصلاح عقائد** کے نام سے قائم کی تھی اور اسکا کچھ روپیہ بھی انہوں نے وصول کیا تھا۔

کیا مرزا حیرت صاحب اسکا حساب پبلک کو دینے کے لئے طیار ہیں؟

میں سمجھتا ہوں کہ مرزا حیرت جیسا آدمی ضرور اس حساب کو شائع کردیگا۔ اور پبلک کو موقع نہیں دیگا کہ وہ اسے باضابطہ حساب لینے کے لئے آمادہ ہوں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسقدر روپیہ اس انجمن کے نام سے انہوں نے لیا مگر اسکا ثبوت میرے پاس ضرور موجود ہے کہ مرزا حیرت نے اس مد میں روپیہ ضرور لیا ہے۔

ایسا ہی انہوں نے **یا وہاب** کے وظیفہ سے **ازالہ طاعون** کی مد میں اور روحانی مدرسہ کے لئے بھی وصول کرنے کا اعلان دیا تھا یہ ثابت کرنا مرزا صاحب کا کام ہوگا کہ اس مد میں انکے پاس کچھ بھی نہیں آیا۔

اگر اوقاف کے مقدمات کا سلسلہ لمبا ہوا تو یہ ایک آگ ہوگی جو دہلی کے مسلمانوں کو خاک سیاہ کردیگی۔ اور ہزاروں روپیہ مفت ضائع جائیں گے۔

دہلی کے مسلمانوں میں سے حاجی فضل الرحمان صاحب کو اوقاف کا بہت بڑا درد ہے اور اسی وجہ سے انکی یہ خدمت شاید مسلمانوں کو بہت پسند آئیگی مگر اس درد کا علاج بہت ہی آسان ہے جو میں جلدی ہی بتادونگا۔

دہلی کے اہل الرائے اس معاملہ پر غور کریں اور اسکے نتیجہ اور انجام پر ابھی سے سوچیں تھوڑی دیر کے لئے فرض کرلو کہ جو لوگ اب اوقاف کے ممبر ہیں وہ ممبر نہ رہیں تو کیا اس سے انکی ذاتی وجاہت عزت۔ اور قابلیت میں فرق آجائیگا ہرگز نہیں بلکہ انہیں شاید اپنے دنیوی کاروبار کے لئے زیادہ وقت اور فرصت میسر آجائیگی۔ اور پھر کیا انتظام موجودہ حالت سے بہتر ہاتھوں میں چلا جائیگا؟ اسکا ثبوت دینا فریق مخالف کے ذمہ ہے یا تجربہ بتادیگا۔ ہاں اگر ایسے قابل آدمیوں کے نام بتادئے جاویں جو اس انتظام کو سنبھال لیں تو بھی انکے ساتھ قومی اور اسلامی خدمات پر لحاظ کرکے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

مگر نہیں یہ بات نہیں غرض اور مقصد کچھ اور ہے۔ وہ لوگ جو ان مقدمات کے بانی مبانی ہیں وہ خدا سے ڈریں اور مسلمانوں کے روپیہ کو تباہ نکریں وہ اس روپیہ کو کسی قومی اور دینی کام میں لگائیں۔ اور شماتت اعدا سے بچیں۔

کرزن گزٹ اور ایڈیٹر الحکم

مرزا حیرت نے اسلامیہ کمپنی کے معاملات کی پردہ پوشی اور اسکے باہر کے حصہ داروں کو اندھیرے میں رکھنے کے لئے دلی کے مسلمان روساء کے خلاف جو طوفان برپا کر رکھا ہے اسپر ابھی میں نے دو ہی تنقیدی آرٹیکل لکھے تھے کہ مرزا حیرت کے ترکش کے تیر ختم ہوگئے اور اب انھوں نے وہ راہ اختیار کرلی چاہی ہے جس سے بظاہر وہ اپنا دامن چھڑا سکیں اور اپنے عامیانہ لٹریچر کی آڑ میں پناہ لیں۔

مگر وہ اتنا یاد رکھیں کہ ایڈیٹر الحکم انکی ایسی باتوں میں پڑکر اصل مقصد سے دور نہیں جائیگا۔ جو مطالبات وہ مرزا حیرت سے کرچکا ہے یا کریگا وہ انکو نہیں چھوڑیگا جب تک مرزا حیرت کوئی معقول جواب ندیں۔

میں کبھی انکی **گالیوں کی بوچھاڑ** اور دھمکی سے ڈر کر حق گوئی سے نہیں رک سکتا۔ اور نہ آجتک میرے قلم کو کسی شخص نے حق کے اظہار

سے رد کا ہے۔

دلی کی پبلک اور عام اسلامی پبلک جانتی ہے کہ میں دلی کا رہنے والا نہیں دلی کی پارٹی فیلنگ کے اثر سے میں متاثر نہیں حاذق الملک میرے واقف و شناسا نہیں مجھے آجتک انسے ملنے کا بھی موقع نہیں ملا۔ اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اسوقت سے پہلے وہ میرے نام سے بھی واقف نہیں ہونگے۔ وہ اس گھڑی تک میرے اخبار کے خریدار بھی نہیں ہیں میری انسے خط و کتابت بھی نہیں۔

پھر ایسی حالت میں ہر ایک سلیم الفطرۃ سمجھ سکتا ہے کہ **حاذق الملک** یا دوسرے ممبران جامع مسجد وغیرہ کے متعلق جو مینے قلم اُٹھایا ہے تو کسی ذاتی غرض اور مفاد کے لئے نہیں میری ایک ہی غرض ہے۔

ما ارید الا الاصلاح

میری واقفیت۔ میرا علم۔ اور میرا ضمیر اس معاملہ میں ابتک یہ رہنمائی کرتا ہے کہ دلی کے مسلمانوں کی بڑی ہی بدقسمتی ہے جو انمیں اس قماش کے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو مسلمانوں کے وقت اور روپیہ کو تباہ کر کے اپنی اغراض کو پورا کرتے اور تماشہ دیکھتے ہیں۔ اور اپنے اوپر لگے ہوئے الزامات کا جواب اسطرح دینا چاہتے ہیں کہ دوسرے کام کرنیوالی سوسائٹیوں کو بدنام کریں۔

بہر حال مرزا حیرت کا غرض تو یہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ وہ میری **معقول** باتوں کا متانت سے جواب دیتے۔ چونکہ انکے پاس جواب کوئی نہیں ہے اور انہیں یقین ہو گیا ہے کہ ان معقول باتوں کا وہ جواب دے ہی نہیں سکیں گے اسلئے انکو گالیاں بتا کر اور آیندہ اپنے ناظرین کو مغالطہ میں رکھنے کے لئے یہ کہہ کر کہ میں جواب نہیں دونگا پیچھا چھڑا لیا۔ مگر اسطرح اُن کا دامن خدا اور خلق کے سامنے چھوٹ نہیں سکتا۔

میری وہ تنقیدی تحریریں اگر فی الواقعہ مرزا حیرت کے الفاظ میں گالیاں ہی ہیں۔ تو میں ان تمام مضامین کو واپس لے لونگا اگر مرزا حیرت انہیں تمام و کمال اپنے اخبار میں چھاپ دیں تو انکے ہی ناظرین فیصلہ کر دیں گے کہ وہ گالیاں ہیں۔ لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ مرزا حیرت کبھی اس قسم کی جرات نہیں کریگا اور نہ وہ میرے اس چیلنج کو منظور کریگا۔

الفاظ کی ہیر پھیر میں اصل حقیقت کو منشتبہ کر دینا اور بات ہے اور سچائی کو قبول کر لینا اور چیز ہے۔

۱۵ جولائی ۱۹۰۹ء کے کرزن گزٹ میں ایڈیٹر الحکم سے اپنی ملاقات کا جو ذکر کیا ہے وہ ایسے الفاظ میں کیا ہے کہ گویا **مرزا حیرت** نے ایڈیٹر الحکم کو اس دن سے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ جو صریح جھوٹ ہے۔

جن دنوں مرزا حیرت امرتسر کے اخبار وکیل میں ایڈیٹر ہو کر آئے تھے ان ایام میں میں انسے ملا۔ پھر جب حضرت اقدس مغفور چار سال گذرے دلی تشریف لیگئے تو نہ صرف **مرزا حیرت صاحب** سے ملاقات ہی ہوئی بلکہ قریباً آدھ گھنٹہ تک اُنھوں نے اپنا سارا کارخانہ پھر کر مجھے اور میرے دوستوں کو دکھایا یہانتک کہ اپنی وہ پنساری کی دوکان بھی دکھائی جسکا نام اُنھوں نے غالباً ۔ ۔ ۔ **دواخانہ** رکھا ہوا تھا۔

کتاب شہادت کی متعلق دیر تک گفتگو رہی۔ پھر جب اُنہوں نے حضرت اقدس مغفور کے خلاف لکھا تو سب سے اول ایڈیٹر الحکم ہی کی طرف سے مباحثہ کا انکو چیلنج دیا گیا۔

ان حالات میں بھی اگر ایڈیٹر الحکم سے وہ ناواقفیت ظاہر کریں تو مجھے کوئی ایسی ضرورت نہیں کہ وہ مجھے ضرور یاد رکھیں۔ البتہ واقعات کے بیان میں جن امور کا ذکر اُنہوں نے چھوڑا ہے اُنکا ذکر ضروری ہے۔ اسلئے میں اس مکالمہ کو یہاں درج کر دیتا ہوں۔

میں جب مرزا حیرت کے دفتر میں گیا تو انکے پاس حرفاً اور شخص تھا جنکے ساتھ وہ کوئی پرائیوٹ یا راز کی باتیں کر رہے تھے۔ میرے جانے پر وہ سلسلہ انکو بند کرنا پڑا۔ اور میں گویا مخل ہوا۔ مرزا حیرت پر تازہ تازہ فرد جرم لگا ہوا تھا۔ اسوجہ سے انکے چہرہ پر پریشانی اور حسرت و یاس برس رہی تھی۔

مرزا حیرت۔ آپ یہاں کب آئے تھے۔

میں۔ دو تین دن ہوئے رامپور سے آ رہا ہوں

مرزا حیرت۔ رامپور کے مناظرہ کا کیا نتیجہ ہوا۔

میں۔ مناظرات کی تاریخ میں ایسے واقعات بہت ہی کم ملیں گے کہ کسی فریق نے اپنی غلطی یا کمزوری کو تسلیم کیا ہو۔ اسیطرح اس مناظرہ کی بھی حالت ہوئی۔ کوئی نتیجہ اس سے بر آمد نہوا بعض حالات اس قسم کے پیدا ہو گئے۔ کہ ہمکو مناظرہ بند کرنا پڑا۔

مرزا حیرت۔ میں تو پہلے ہی سے جانتا تھا کہ اس قسم کے مناظرات کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

میں۔ آپکے مقدمات کس مرحلہ تک پہنچے ہیں۔

مرزا حیرت۔ ابھی چل ہی رہے ہیں۔

میں۔ بہت ہی افسوسناک امر ہے نہیں معلوم اسکا کیا انجام ہو۔

مرزا حیرت۔ میرے مقدمات تو ایکطرف رہے اب ایک اور خطرناک سلسلہ مقدمات کا شروع ہونیوالا ہے

میں۔ وہ کیا۔

مرزا حیرت۔ جامع مسجد اور فتحپوری وغیرہ اوقاف کے متعلق چندہ ہو چکا ہے وکیل کر لیا گیا ہے اور اسکو فیس ہو چکی ہے۔

میں۔ یہ کون لوگ ہیں جو مقدمہ کرنیوالے ہیں۔

مرزا حیرت - ایک بڑی جماعت ہی اور بڑی دولت مند جماعت ہے۔ شہزادہ مرزا ثریا جاہ صاحب اور مولوی تلطف حسین صاحب اور حاجی فضل الرحمان صاحب جیسے آدمی اسکے سرگروہ ہیں۔

میں - تو آپکے اخبار میں جو مضامین نکل رہے ہیں دوسری پارٹی کے بالمقابل یہ لوگ ہیں۔

مرزا حیرت - ہاں۔

میں - میرے نزدیک تو یہ سخت افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ مسلمانوں میں مقدمہ بازی شروع ہو اور انکا روپیہ برباد ہو۔ اس قسم کی کاروائیوں کے یہ دن نہیں آپکے دلی میں آریوں اور عیسائیوں نے مسلمانوں کو تنگ کر رکھا ہے ادھر اگر یہ جنگ گھر میں چھڑی تو خطرناک ہوگی۔ اس فساد کو مٹانا چاہئے۔ اور آگ پر پانی ڈالنا چاہئے۔

مرزا حیرت - یہ بات تو سچ ہے مگر یہ آگ اس وقت بجھنی مشکل ہو رہی ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ان معاملات کی جڑ ذاتی معاملات ہیں اسلئے جب تک وہ اسباب دور نہوں یہ آگ بجھتی نظر نہیں آتی۔

میں - مجھے تو یہ سنکر سخت دکھ پہنچا ہے۔ کیوں ایسی کوشش نہیں کیجاتی کہ یہ معاملات مٹ جائیں اگر یہاں کے مسلمانوں کی حالت ایسی ہی گری ہوئی ہے تو لاہور یا دوسری جگہ کے مسلمانوں کو تحریک کرو وہ کوشش کرکے صفائی کرا دیں اور اگر آپ اس قسم کی تحریک بھی نہیں کر سکتے تو میں کوشش کر سکتا ہوں۔

مرزا حیرت - میاں محمد شفیع یہاں آئے تھے۔ اور انسے ذکر کیا بھی گیا مگر یہ بات بنتی نہیں نظر آتی۔ یہ معاملات عدالت تک ضرور جائیں گے۔

میں - بہت ہی شرمناک بات ہوگی۔

مرزا حیرت - اصلی سر ہے آپ کو ان معاملات کا علم نہیں۔ ایک مولوی عبد الاحد ہیں انکے ہاں جو کتابیں چھپی ہیں اسکی وجہ سے انہیں جو نقصان پہنچا ہے اسکا اندازہ میں کر سکتا ہوں۔ میں جب اودھ اخبار میں تھا اسوقت منشی نول کشور صاحب کے ہاں ایک کتاب چھپی تھی (وہی یا اسی قسم کی دوسری کتاب یہ مجھے یاد نہیں رہا ایڈیٹر) ایک اور مطبع والوں کے چھپنے سے انکو ایسا ہی معاملہ پڑا۔ اسکے لئے جو کچھ کوشش انھوں نے کی مجھے ابتک یاد ہے۔ پس اسی قسم کا جھگڑا یہاں آ کر پڑا ہے۔ اور اسوجہ سے جب تک اصل اسباب دور نہوں یہ جھگڑے مٹ نہیں سکتے۔

میں - یہ تو اور بھی افسوس کی بات ہے کہ ذاتی جھگڑوں اور تنازعات کو مذہبی اور قومی جھگڑوں کی شکل میں لاکر قومی کاموں کو نقصان پہنچایا جائے اس قسم کی کارروائیوں کو فوراً بند کرنا چاہئے

مرزا حیرت - مگر صورت کچھ ایسی آن کر پڑی ہے یہ اب روکے رک نہیں سکتی۔

میں - انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرزا حیرت - یہ لوگ جبتک عدالت میں نہ جائیں گے درست نہیں ہو سکتے۔

میں - میں اس خیال کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتا ممکن ہے مقامی حالات ایسے ہی ہوں تاہم مجھے مسلمانوں کے بنے ہوئے کام کے بگڑنے کا سخت افسوس ہے اور اسکو بگاڑنے کی سعی کرنا بہت ہی بری بات ہے۔

مرزا حیرت - اچھا ہو یا برا ہوگا یہی۔

میں نے جب اس معاملہ میں مایوسی دیکھی سلسلہ کلام کو بدل دیا۔

اور دوسرے ذکر ہوتے رہے جنمیں صاحبزادہ صاحب کی آمد اُنکے لیکچر وغیرہ کا ذکر تھا۔ چونکہ مرزا حیرت کے [illegible] ساتھ ہمارے حضرت کو ایک تعلق رشتہ کا بھی ہے اسلئے یہ سلسلہ گفتگو کا ان امور کے متعلق تھا۔

خواجہ صاحب نے کچھ مکان کا ذکر آنے پر انھوں نے خود اپنا مکان پیش کیا جسپر میں نے کہا کہ ہاں اگر کسی مکان کا انتظام نہ ہوا تو یہاں ہو سکتا ہے یہ مکان اچھا ہے یہ اُس مکالمہ کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ اس سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ **مقدمات** کا سلسلہ جو آئندہ چلنے والا ہے اسکی جڑ کیا ہے۔ اور کون لوگ اسکے محرک ہیں۔ یہ بالکل غلط اور سراسر جھوٹ ہے جو **مرزا حیرت** نے مجھے کہا ہو کہ جن لوگوں میں باہم اختلاف ہے آپ اُنسے جا کر ملیں بلکہ انھوں نے ظاہر کیا کہ یہ معاملات محض ذاتی رنجشوں کی بنا پر ہیں جیسا کہ اوپر کے مکالمہ سے پتا لگتا ہے۔ اور یہ کہ وہ ایسی تجویزوں میں شامل ہیں

بہرحال واقعات ان معاملات پر خود روشنی ڈالیں گے۔ اس نوٹ کے لکھنے کی مجھے ضرورت صرف اسوجہ سے پیش آئی کہ انہوں نے لکھا ہے کہ وہ آئندہ نہیں لکھیں گے۔

میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ اس سلسلہ کو قطعاً بند کر دیں۔ اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش نکریں۔

مجھے اُنکی ذات اور شخصیت سے کوئی دشمنی نہیں۔ البتہ انکے ایسے کاموں سے سخت بیزاری ہے۔

جو وہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف کر رہے ہیں۔ وہ اپنی اصلاح کریں اور واقعات حقہ کو نہ چھپاویں۔

اور اپنے الزام دوسروں کے سر پر تھوپنے سے پرہیز کریں۔

جبکہ تمام یوروپ میں پوپ اور پادریوں کی گدی جمی ہوئی تھی۔ چند پادریوں نے اُسی میخانہ کو خانہ خدا بنا کر لوگوں کی نجات کا ذریعہ ٹھیرانا چاہا۔ چنانچہ وہاں پر بخور جلنے لگا۔ دُعائیں پڑھی گئیں اور تابات البیت کی ایک ایک چیز پر شہیدوں کی ہڈیاں اور یادگاریں چپٹی گئیں۔ اور ہولی واٹر (پاک پانی) سے تمام گھر کو غسل دیا گیا۔ آگے چلکر یہی سیاح لکھتا ہے۔ کہ پہلے تو گاہے بگاہے اس دوکان میں وہ خاص بُرا کام ہوتا تھا مگر جب سے اس کو خانقاہ بنایا گیا۔۔۔ ۔۔۔ کا پورا پورا اکھاڑہ بن گیا۔ جناب پادری سبی آپ تمام بدکاریوں سے موجد اور گرو تھے اور ان کے مرید ان کے مقدس ہونے کا تتبع کرتے تھے فرضی وخیالی گناہوں کے اعتراف اور معافی پانے کی اُمید سے بیگمات اس خانقاہ کے پادریوں کے پاس کنج تنہائی میں پاک جاتی تھیں اور حقیقی گناہ کر کے ناپاک واپس آتی تھیں لیکن کوئی ہوگی جو کنواری واپس گئی ہو۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ عیاشی کے اکھاڑے تھے اور شہوت نفسانی کے بے روک اور بے خوف زبردستی اور حکومت کے ساتھ کھل کھیلنے کے ٹھکانے تھے۔

یہ ہے تہذیب جو آجکل عیسائی لوگوں کے بزرگوں میں پائی جاتی تھی اور اگر نظرِ غور سے دیکھا جاوے تو اس تہذیب کا کچھ نہ کچھ ورثہ ان حضرات کے حصہ میں بھی آیا ہے۔

ایک شرمناک کہانی آگے چل کر چینی سیاح ایک شرمناک کہانی کا تذکرہ کرتا ہے جسکو ہم دُہرانا بھی ایک قسم کا پاپ سمجھتے ہیں۔ اور ایسے واقعہ کو بیان کر کے اپنی قلم کو ناپاک کرنا نہیں چاہتے سیاح نے تبلایا ہے کہ کس طرح ایک عالی خاندان کی عورت ایک پادری کے پاس اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کے لئے گئی اور پھر اُس کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ مقدمہ چلا۔ لیکن چونکہ اُس وقت راج تھا پادریوں کا اور ایسے مقدمات جن کا تعلق پادریوں کے ساتھ ہو۔ پادری ہی فیصل کیا کرتے تھے۔ آخر اُس عورت کے خاوند کو عجیب عذابوں سے مارا گیا۔ اُسکی پہلے آنکھیں نکالی گئیں پھر ہاتھ کاٹے گئے اور پھر سولی پر چڑھا دیا گیا۔

کیوں عیسائی صاحبان! یہی آپ کے بزرگوں کی تہذیب تھی یا اُس کے کچھ برعکس۔ انصاف سے کہنا جن لوگوں کو ایسی تہذیب ورثہ میں ملے۔ بھلا وہ اصلی اور سچی تہذیب کے دعویدار ہو سکتے ہیں۔ ہم اس پر کچھ حاشیہ چڑھانا نہیں چاہتے انصاف پسند دوست خود سوچ لیں۔

ریویو

صحیفۂ آصفیہ

حیدرآباد دکن میں جو **عظیم طوفان** موسیٰ ندی کے ذریعہ آیا اس سے متاثر ہو کر میرے مکرم ومعزز بھائی خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر چیف کورٹ پنجاب نے مندرجہ عنوان ایک رسالہ لکھا ہے۔

یہ رسالہ دراصل ایک خط ہے جو نظام دکن کے نام لکھا گیا ہے مگر اس خط کو صرف ایک خط ہی کہدینا خطرناک غلطی ہے میں نے اس رسالہ کو رامپور میں پڑھا تھا اور اب **دوبارہ** پھر مخدومی خواجہ صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں پڑھا۔

یہ رسالہ کس قابلیت اور خوبی سے لکھا گیا ہے اس کے معلوم کرنے کیلئے ضرورت ہے کہ اس کو پڑھا جائے۔ اور نہ ایک بار بلکہ کئی بار اس میں جس عمدگی اور معقولیت کے ساتھ عذاب الٰہی کا فلسفہ اس کے آنیکے اوقات اور وجوہات۔ پھر حضرت **مسیح موعود** کی ضرورت آپ کی صداقت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات اسلام کا ذکر کیا ہے اس سے بہتر میری نظر سے ابھی تک سلسلہ کی ایسی کتاب میں نہیں گذرا جو کسی خادم سلسلہ نے لکھی ہو۔

یہ رسالہ جہاں ایک بادشاہِ وقت نہایت ہی ٹھنڈے دل سے سن اور پڑھ سکتا ہے وہاں یہ رسالہ تمام تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے (اللہ تعالیٰ چاہے) بہت ہی مفید اور موثر ہے۔ اسلئے اسکی **ترتیب** اور **تالیف** ایک ایسے شخص کے ہاتھ سے ہوئی ہے جو انگریزی خوان جماعت کا نبض شناس ہے خواجہ صاحب **ممدوح** نے اس سے پہلے **کرشن اوتار** ایک عمدہ رسالہ لکھا تھا جس کے متعلق مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی معمولی غفلت کیوجہ سے الحکم میں کچھ نہیں لکھ سکا۔ کرشن اوتار میں **فلسفہ نبوت** کو جس عمدگی سے بیان کیا ہے وہ تعلیم یافتہ جماعت پر حجت پوری کرنے والی تحریر ہے اور اب یہی اس میں **مسئلہ تناسخ** کی تردید اور قرآن کریم کی **عظمت** کو بھی نہایت معقولی رنگ میں پیش کیا ہے غرض اس **تالیف** کو بعد یہ تالیف بہت ہی قدر کے لائق ہے میں نے پہلی مرتبہ جب **صحیفۂ آصفیہ** کو پڑھا تھا تو خواجہ صاحب سے عرض کی تھی کہ اس کی ایک ایک کاپی تمام تعلیم یافتہ جماعت کے ہاتھ میں جانی چاہئے اور حیدرآباد دکن میں خصوصیت سے اس کو پھیلانا چاہئے۔ خواجہ صاحب نے اس کا پہلا ایڈیشن اپنے خرچ سے چھاپا ہے اور نہایت ہی عمدہ چھاپا ہے کاغذ عمدہ۔ کتابت عمدہ۔ چھپوائی اعلیٰ تقطیع موزوں غرض ہر طرح سے اسے اس قابل بنایا ہے کہ وہ

ایک والی ملک کے لئے تحفہ ہو سکے۔

خواجہ صاحب نے ایک بادشاہ وقت کو تبلیغ کرنے کے فرض کو ایسی عمدگی سے ادا کیا ہے اس پر کسی اضافہ کی حاجت نہیں لیکن اگر ہم اس کی اتنی ہی قدر کریں کہ ایک ایک کاپی لیکر اپنی الماریوں کی زینت بنالیں یا اپنے کتب خانہ میں ایک کتاب کا اضافہ کرلیں تو ہم سے بڑھ کر ناقدر دان کوئی نہ ہوگا اس کی قدر یہ نہیں کہ خواجہ صاحب کسی فائدہ یا کتب فروشی کے آرزومند ہیں اس لئے ہم چند کاپیاں خرید لیں۔ اس کی قدر یہ نہیں کہ ہم واہ واہ کر چھوڑیں۔ بلکہ اسکی قدر تو یہ ہے کہ ہم اس رسالے کو بغور پڑھیں اور اس سے علمی فائدہ اٹھائیں۔ پھر اس کی قدر یہ ہے کہ اسکو کثرت سے پھیلائیں اور اس کی ایک ہی سبیل ہے کہ ہم کم از کم **دس ہزار** کاپی چھاپ کر پھیلادیں۔ خواہ ایجنٹوں کے ذریعہ خواہ کسی کے ذریعہ بعد ر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کے فنڈ میں سے دس ہزار کی اشاعت کا انتظام ہو جائے تو بھی معقول ہے مختلف جگہوں کی انجمنیں اگر دس ہزار جلدوں کے شائع کرنیکے بندوبست کریں تو یہ ان کا فرض ہے بہرحال یہ کتاب کم از کم دس ہزار اردو میں اور ممکن ہو تو اسی قدر یا اس سے کم انگریزی میں بھی شائع ہو۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں اگر اشاعت سلسلہ حقہ کا جوش رکھنے والے دوست اس کے لئے اپنی ضروریات میں سے تھوڑا سا بھی بند کردیں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے پرزور الفاظ میں اپیل کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ ایک قومی کام ہے اور محض خدا کے لئے خواجہ صاحب نے اخلاص اور جوش سے لکھا ہے اور حضرت امیر المومنین کے ارشاد سے شائع کیا ہے میں خواجہ صاحب کو اس کامیابی پر صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

اس قسم کی تحریروں کی حاجت ہے اور تعلیم یافتہ لوگ بھوکے پیاسے ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ان کی مدد کریں خواجہ صاحب نے اس رسالہ کو لکھ کر اور پھر اپنے خرچ سے چھاپ کر تقسیم کرنے میں جس اولوالعزمی اور اخلاص سے کام لیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بہترین جزا دے۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو اس خدمت میں شریک ہونا چاہتے ہیں بہت جلد اطلاع دیں تاکہ اس کا دوسرا ایڈیشن **دس ہزار** کا چھاپ کر تقسیم کیا جاوے۔

ایڈیٹر الحکم خود بھی اس کام میں حصہ لینے کے لئے **پانچ روپیہ** کی ایک قلیل رقم انشاء اللہ پیش کریگا۔

سری رام کرشن پرمہنس اور ہندوستان کی ہمدردی

اس نام کی ایک کتاب منشی غلام قادر فصیح نے لکھی ہے جس میں سوامی ویویکانند کے استاد سری رام کرشن پرمہنس صاحب کے حالات اور اقوال ہیں یہ کتاب میری رائے میں انسان کی اخلاقی اصلاح کے لئے ایک اچھی کتاب ہے۔ اور پڑھنے کے قابل ہے ۸ر قیمت پر منشی غلام قادر فصیح سیالکوٹ سے مل سکتی ہے۔

سفرنامہ یورپ و بلاد اسلامیہ۔ یہ سفرنامہ منشی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار نے لکھا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ پہلا سفرنامہ ہے جو نہایت قابلیت اور تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ اس سفرنامہ پر گورنمنٹ پنجاب نے مصنف کو **دو سو روپیہ** انعام بھی دیا ہے جس سے اس کی قدر وقیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور فی الواقعہ یہ قابل قدر ہے۔ اس کے پڑھنے سے یہی نہیں کہ ہم ان بلاد کے حالات سے ایک تفصیلی علم حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہندوستان میں جو پیشے اور حرفے آسانی سے رائج ہو سکتے ہیں ان کا مصنف نے تفصیلی ذکر کر کے ان کے اختیار کرنے کی عملی تجاویز بتائی ہیں میں اس سفرنامہ کو اردو زبان کی تصانیف میں بہترین اضافہ پاتا ہوں اور **سفرناموں** خصوصاً یورپ اور بلاد اسلامیہ کے سفرناموں میں چوٹی کی کتاب یقین کرتا ہوں۔ اہل وطن کے لئے یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے مصنف کو اس کتاب کی خوبی پر اس قدر بھروسہ ہے کہ وہ وعدہ کرتا ہے اگر پڑھ کر بھی کسی کو پسند نہ آئے تو قیمت واپس لے لیوے۔ یہ نہایت خوبصورت تقطیع پر چھاپا گیا ہے اور مجلد ہے قیمت ۸ر جو بہت موزوں ہے علم دوست اصحاب کو اس کی ضرور ایک کاپی لینی چاہیئے۔

کیا الحکم کیساتھ آپکو سچ مچ محبت ہے؟

مندرجہ عنوان سوال کا جواب جو کچھ بھی آپ دینگے میں اسے الحکم میں ضرور چھاپ دوں گا۔ میں نے عرصہ ہوا یہ ذکر کیا تھا کہ **کارخانہ الحکم** میں مشین کے ذریعہ کام کرنیکی تجویز بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوئی ہے کیونکہ ایک کثیر رقم کا بوجھ کارخانہ پر پڑ گیا ہے جس سے اسکی مالی مشکلات بڑھ گئیں اور اس کا اثر اس کی عام حالت پر پڑا۔ اس وقت الحکم کو قائم رکھنے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب جو الحکم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور الحکم کی برادری میں داخل ہیں اس کے **قیام** اور **بقاء** کے لئے متفق کوشش کریں۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہرگز مایوس نہیں اور نہ اس قسم کے نقصانات سے شکستہ خاطر ہوں الحکم نے تیرہ سال کے اندر کئی قسم کے مدوجزر اس کی حالت میں آئے اور بہت سی مشکلات میں سے وہ گذر رہا ہے۔ جب کہ اس کی بالکل ابتدائی حالت

اور پہلے ہی پرچہ کے نکلنے پر میں مستیقن تھا کہ اگر نیک نیتی سے اس کو جاری سمجھا جاتا ہے تو انشاء اللہ میں کامیاب ہوں گا۔ الحکم کا پہلا پرچہ پڑھنے والے اور اسکی موجودہ ترقی سے واقف اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

باوجود اس کے کہ ان مشکلات کی وجہ سے اس کی **اشاعت** پر اثر پڑا لیکن الحکم کی آواز اور اس کی رائوں کو جس وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے وہ ان تحریکوں اور تحریروں سے معلوم ہو سکتا ہے جو اس کے کالموں میں نکلی ہیں اور مخالفین سلسلہ کے اعتراضات کے **دفاع** اور دب کے لئے جو کام الحکم کر چکا ہے وہ ابھی تازہ ہے بھول نہیں گیا۔ میرے مخاطب اس وقت صرف وہ لوگ ہیں جو الحکم سے محبت اور پیار رکھتے ہیں اور قومی ضرورتوں میں سے الحکم کو ایک ضرورت یقین کرتے ہیں۔ وہ اس کے قیام کے لئے اور ان مشکلات میں اس کے سچے رفیق ثابت ہونیکے لئے قدم اٹھائیں۔ اور جو کچھ وہ اس کے لئے کر سکتے ہیں کریں۔

سردست ایسے والنٹیروں کی ضرورت ہے جو اس کی اشاعت بڑھانے کی فکر کریں کم از کم **ایک سو** ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو اپنا فرض سمجھیں کہ وہ مہینے میں الحکم کے لئے ایک جدید خریدار مہیا کریں اور الحکم کے بقایا کو وصول کرنے میں مدد دیں۔ ایسا ہی الحکم کی مطبوعات کی اشاعت کے لئے سعی کریں خصوصاً ترجمۃ القرآن کے لئے لوگوں کو شوق دلائیں۔

علاوہ بریں ہر خریدار نہیں ہر ایسا شخص جو الحکم کے ساتھ انس اور محبت رکھتا ہے کم از کم ایک خریدار اس کے لئے مہیا کرے۔ اور ایک خریدار **ترجمۃ القرآن** کے لئے دے۔ اگر سب نے اس پر عمل کیا اور یہ کوئی بڑی بات نہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تو یہ مشکلات کے بادل پھٹ جائینگے اور مطلع انشاء اللہ العزیز صاف ہو جائیگا۔

میں ان امور پر شرح صدر سے یقین رکھتا ہوں کہ یہ مشکلات نہیں رہینگی یہ ایک ابتلا ہے میرے لئے اور میرے دوستوں کے لئے اس میں میری اور میرے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی عظیم الشان اصلاح اور تمحیص کا ارادہ ذات باری نے فرمایا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جس قدر بڑا ابتلا ہو اسی قدر اس کے نیچے خدا کا فضل ہوتا ہے میں بار بار ان امور کا ذکر پسند نہیں کرتا۔ **احباب** اپنی ذمہ داریوں پر غور کریں صرف اتنا سمجھ لینا کافی نہیں ہو سکتا کہ اخبار کے متعلق فلاں شکایت ہے بلکہ شکایت پیدا ہونے کے اسباب پر بھی غور کرنا ضروری امر ہے۔ اس لئے میں ان تمام دوستوں کو جو فی الواقع الحکم سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے قیام و بقا کے لئے کوئی قدم اٹھا سکتے ہیں مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اس وقت ضرورت ہے آپ کی مدد کی آپ توجہ کریں آپ کی توجہ بے اثر نہیں رہیگی

---

۴۵ لاکھ کا ناجائز خرچ

ہندوستان کے انگریزی گرجوں پر ۴۵ لاکھ سالانہ کا خرچ خزانہ ہند سے ہوتا ہے اس خرچ کے ناجائز ہونے پر لنڈن کے مشہور اخبار **ڈیلی نیوز** نے اعتراض کیا ہے اور یہ اعتراض بالکل درست اور قوی ہے وہ کہتا ہے کہ جبکہ ہندو مسلمانوں کو ان گرجوں سے کوئی تعلق نہیں اور وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے پھر کلیسیا پر یہ روپیہ خزانہ ہند سے کیوں خرچ کیا جاوے؟

یہ سوال ایسا نہیں ہے کہ سرسری طور سے اس پر سے گذر جاویں بلکہ نہایت متانت سے اس پر غور کرنیکی حاجت ہے۔ خزانہ ہند سے اس قسم کے اخراجات کا ادا ہونا بالکل ناجائز اور قابل غور امر ہے۔ اگر خزانہ ہند پر اتنی کثیر رقم کا بوجھ عیسائیوں کی دینی ضرورت کی وجہ سے مناسب سمجھا جاوے تو کم از کم اتنی ہی رقم ہندو مسلمانوں کی مذہبی ضروریات پر بھی خرچ کی جاوے پھر کسی کو شاید اعتراض نہ ہو مگر اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کی رقوم کو خزانہ ہند سے کوئی تعلق اور واسطہ ہوتا ہی نہیں چاہئیے۔

آپ بھی اصلاح کریں

کرمی خواجہ کمال الدین صاحب کے فیروزپور کے لیکچروں پر ایک ہندو صاحب نے پیسہ اخبار میں اظہار مسرت کیا ہے کہ خواجہ صاحب نے ویدوں کے الہامی ہونیکا اقرار کیا اور سری کرشن اور سری مہاراج رامچندر جی کی تعریف کی۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ خواجہ صاحب آئندہ اس بات پر کوشش کریں گے کہ مسلمان ہمارے اوتاروں کا نام بھی اسی عزت کے ساتھ لیا کریں کہ جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کا لیا کرتے ہیں۔ میں اس ہندو بزرگ کو مشورہ دیتا ہوں کہ ہم تو پہلے ہی سے ہندو بزرگوں کی عزت اور تعظیم کرتے ہیں۔

البتہ یہ مطالبہ تو ہم ہندو برادران سے کرتے ہیں کہ جس حال میں ہم ان کے رشیوں اور منیوں کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور

یہ یقین کرتے ہیں کہ اپنے وقت پر خدا تعالےٰ نے اس ملک میں بھی اپنے برگزیدہ بندوں کو اصلاح خلق کے لئے بھیجا تھا اور ان ہی میں سے سری کرشن جی مہاراج اور سری رام چندر جی تھے تو پھر کیوں آپ لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ قرآن مجید بھی خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالےٰ کے سچے نبی ہیں۔ اگر ہندو صاحبان اس بات پر ایمان لے آئیں اور اپنا اقرار شائع کردیں تو ہندو مسلمانوں کے درمیان اختلافات آج مٹ جاتے ہیں اور یہ دو قومیں باہم شیر و شکر ہو جاتی ہیں میں فیروزپوری ہندو صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ کم از کم اخلاقی جرأت سے کام لیکر اس امر کا اعلان کردیگا۔ اور اپنی اس نیک مثال سے دوسروں کو فائدہ پہنچائیگا۔

سالگرہ کے خطابات

ملک معظم کی سالگرہ کی تقریب پر جو خطابات دیئے گئے ہیں ان میں سے الحکم کے ایک معزز سرپرست کو بھی افتخار بخشا گیا ہے چنانچہ آغا محمد علیخان صاحب برٹش ایجنٹ قندھار خان بہادر بنائے گئے۔ الحکم اپنے معزز دوست کو اس خطاب پانے پر مبارکباد دیتا ہے سال نو کی تقریب پر خطابات کے سلسلہ میں معزز ہمعصر زمیندار کی تائید کرتے ہوئے لکھا تھا کہ خان مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال کی ذاتی خدمات ان کی خاندانی خدمات اور خصوصاً ان کے والد حضرت مسیح موعود مغفور کی خدمات ایسی ہیں کہ مرزا صاحب کا خان بہادر بنایا جانا بالکل موزون اور مناسب ہے زراعتی نکبوں کے اجرا اور قانون انتقال اراضی کے متعلق اُن کی خدمات بہت ہی قابلِ قدر ہیں۔ بہرحال ہمیں امید ہونی چاہئے کہ گورنمنٹ مرزا سلطان احمد جیسے لائق اور متدین آفیسر کی جائز قدر افزائی میں مسلمانوں کو خصوصاً اور عام پبلک کو عموماً شکر گذاری کا موقعہ دیگی۔

سر کرزن وائلی کے قتل پر اظہار افسوس کا جلسہ شاہ آباد میں

شاہ آباد ضلع ہردوئی میں مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس قصبہ شاہ آباد نے لنڈن میں انار کسٹانہ قتل پر ایک جلسہ اظہار افسوس کیا اسکی روئداد بغرض اندراج الحکم آئی ہے۔ وہ ذیل میں درج کیجاتی ہے اول ۱۲ ارجولائی کو مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا گیا۔

آج اخبار زمیندار میں میں نے لنڈن میں خوفناک واقعہ کے ہیڈنگ کو دیکھا جس سے معلوم ہوا کہ سر ولیم کرزن وائلی کو کسی نامعقول ہندوستانی طالب علم نے اپنی خباثت کے سبب طمنچہ سے قتل کر کے ہندوستانیوں کو بدنام کرنا چاہا ہے۔ لہٰذا میں نے مناسب جانا کہ ایک پبلک جلسہ بتاریخ ۱۸ جولائی ۱۹۰۹ء یوم یکشنبہ کو بمقام احاطہ جامع مسجد شاہ آباد ام وقت ۵ بجے دن کے بابت اظہار تاسف و نفرت اس حرکت نامعقول کے کیا جاوے۔

المشتہر حکیم مولوی انوار حسین خان احمدی شاہ آباد ضلع ہردوئی
۱۲ ارجولائی ۱۹۰۹ء

آج واقع ۱۸ ارجولائی ۱۹۰۹ء یہ جلسہ مسلمانان شاہ آباد کیطرف سے بمقام جامع مسجد شاہ آباد بہ تحریک مولوی انوار حسین خان صاحب احمدی منعقد ہوا اور محمد خیر الدین خان صاحب اس جلسہ کے میر مجلس منتخب ہوئے۔ اور رزولیوشن ذیل پیش ہوکر پاس ہوئے۔

۱۔ مسلمانان شاہ آباد اوہولال یا مدن لال ڈھینگرا ایک ہندوستانی طالب علم کی اس ناشائستہ حرکت پر کہ اس نے سر ولیم کرزن وائلی ایک جلیل القدر آفیسر کو اپنی خباثت باطنی اور عداوت قلبی سے قتل کیا نہایت نفرت ظاہر کرتے ہیں اور اس سانحہ پر افسوس کرتے ہیں۔

پیش کنندہ حکیم خادم حسین صاحب تائید کنندہ منشی عباد اللہ صاحب

۲۔ مسلمانان شاہ آباد سلطنت برطانیہ کے بے تعصبانہ حکومت اور ان امور فلاح اور ترقی کی بابت جو اس سلطنت کیوجہ سے تمام ہندوستان کو پہنچی ہیں بے حد شکر گذار ہیں۔ پیش کنندہ مولوی انوار حسین خان صاحب تائید کنندہ محمد احمد خانصاحب

۳۔ ایک نقل اس کارروائی کی صاحب مجسٹریٹ ضلع کی خدمت میں اور ایک ایک بدر الحکم و پیسہ اخبار و وطن کو بھیجی جاوے۔

المرسل انوار حسین خان از شاہ آباد ضلع ہردوئی۔

”لالہ دینا ناتھ اور آریہ سماج“

ناخن نہ دیا خدا نے تجھے اے پنجہ جنوں
دیگا تمام عقل کا بخیہ اُدھیڑ تو

ناظرین اخبار الحکم لالہ دینا ناتھ سابق ایڈیٹر و مالک اخبار ہندوستان کے نام سے آگاہ ہو نگے اور غالباً اس بات کا بھی اُن کو علم ہوگیا ہوگا کہ اب کچھ عرصہ سے کاراگار (جیلخانہ) سے اُن کو رہائی مل گئی ہے۔ جیل سے نکلنے کے بعد اُن کو مشکل پیش آگئی کہ وہ اخبار ہندوستان کے سمپادک (ایڈیٹر) نہیں بنائے گئے۔ اس لئے اُن کو بیٹھے بیٹھے یہ سوجھی کہ بجائے گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے اعمال پر بیجا نکتہ چینی کرنے کے اب مسلمانوں کو اپنے منہ زوری دکھلادیں۔ اور

اس طرح یہ امر ثابت کریں کہ دراصل اُنکا من (دل) آریہ سماج اور اُس کے بانی دیانند جی مہاراج کی (ناقص اور خطرناک) تعلیم کے پرم پریم سے یُکت ہے۔ (اور اسی تعلیم کا اثر تھا کہ جس کے کارن پچھلے سے انہوں نے گورنمنٹ کو اپنی اس پرچار کی مہنہ زوری دکھلائی تھی کہ جس کے کارن گورنمنٹ کو مجبور ہو کر اُنکو کارا گار کی سیر کرائی پھر لالہ دینا ناتھ نے حال میں ایک مضمون "قرآن اور پالٹیکس" کے عنوان سے اخبار پرکاش لاہور میں شائع کرا کر ان الزامات کی تردید کرنے پر زور لگایا ہے کہ جو اس سے کچھ عرصہ پہلے آریہ لیڈروں کی کرتوتوں کی وجہ سے اور خاص کر دینا ناتھ کے رویوں سے آریہ سماج کے ذمہ عاید ہو کر بعض آریوں کو سزائیں ملی تھیں اس مضمون کو پڑھکر ہم سخت حیران ہوئے اور اگر ایمان کی پوچھو اور حق کی کہو تو ہماری یہ حیرت بالکل بجا اور درست ہے۔ وجہ یہ کہ جناب لالہ صاحب لالہ دینا ناتھ جی مہاراج تو آریہ سماج کے اُن نونہالوں میں سے ہیں کہ جنکی کرتوتوں اور زبان درازیوں نے ہی آریوں کے گلے میں آریہ سماج کے پولیٹیکل باڈی ہونے کا ہار لٹکوایا ہے۔ اور چونکہ ان کو آریہ سماج سے اعلےٰ درجہ کا پریم ہے اور وہ اسی پریم کی خاطر شرارتیں کر کے سزا پا کر آریہ سماج کے پرم پریمی ہونے کا سارٹیفکیٹ پا کر آریہ سماج کو پولیٹیکل باڈی ثابت کر چکے ہیں اس لئے اُن کا آریہ سماج کے پولیٹیکل باڈی ہونے کا ڈیفنس پیش کرنا ایک ایسی حرکت ہے کہ جسکو شاید مجنونانہ حرکت کہنا بےجا نہ ہوگا

کیا جو شخص اپنے رویئے سے آریہ سماج کی محبت دل میں رکھکر سزایاب ہو جاتا ہے وہ اس بات کی کوشش کرنے کا حق رکھ سکتا ہے۔ جس بات کا دینا ناتھ جی مہاراج نے عبث۔ فضول۔ بے سود۔ کوشش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

ہم یہ بات نہیں چاہتے ہیں کہ لالہ دینا ناتھ یا کوئی اور آریہ مسلمانوں پر اعتراض نہ کریں یا اسلام پر نکتہ چینی نہ کریں۔ بلکہ کریں اور دھڑلے سے کریں اور پورا زور لگا کر کریں۔ کیونکہ ان کے اعتراض کرنے کے بعد ہماری طرف سے جواب بھی ایسے دھڑلے سے اور منہ توڑ دئے جاوینگے اور آریہ سماج کے عقاید اور اصولوں کے ایسے بفضل اللہ پرخچے اڑائیں گے کہ آخر آریوں کا ناطقہ بند ہو جائیگا۔ جب تک آریہ پستکیں اور وید گپت ودیا تھے جب تک ان کی خیر تھی اب ان کی خیر نہیں ایک ایک کے بدلے پچاس پچاس نکتہ چینیاں کرنا اب بالکل آسان اور داہنے ہاتھ کا کرتب ہے۔

مگر اس بات سے آریوں دیانندیوں کو ضرور پرہیز کرنا چاہیئے کہ جس بات کے ملزم وہ خود اپنی کرتوتوں کے کارن بن چکے ہوں خواہ مخواہ بغیر ثبوت کے دوسروں کو اُس کا الزام نہیں لگانا چاہیئے۔

مسلمانوں کے رویوں نے جو کچھ ثابت کیا ہے اُس سے نہ گورنمنٹ غافل ہے اور نہ تمہارے دل۔ مگر دیانندکی آگیا پر چلنے سے تمہارے پردے اس پرکار کے ہو گئے ہیں کہ خواہ مخواہ ایسی بات منہ سے نکال دیتے ہو کہ جس کا نکالنا تمہارے لئے بالکل مناسب نہیں ہوتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ آریہ سماج کے پولیٹیکل باڈی ہونے کا ڈیفنس ایسے پرش کا پیش کرنا بالکل نامناسب ہے کہ جو خود پولیٹیکل مین ثابت ہو کر سزایاب ہو چکا ہے۔ ایسا بھلا مانس تو آریہ سماج کو اول درجہ کی پولیٹیکل جماعت ثابت کرتا ہے جب کہ وہ اپنی تحریروں میں ایک طرف آریہ سماج اور دیانند کی محبت کے راگ الاپتا ہے اور دوسری طرف اپنی کرتوتوں اور زبان درازیوں سے اس درگت کو پہنچ کے سزایاب ہو جاتا ہے۔

واقعی بات تو یہ ہے کہ آریہ سماج کو جو پولیٹیکل باڈی ہونے کا تمغہ ملا ہے وہ اُس وقت تک اُس کی چھاتی سے نہیں اتر سکتا جب تک کہ آریہ سماج کے نزدیک ستیارتھ پرکاش مستند اور قابل وثوق اور لائق اعتماد کتاب سمجھی جاتی ہے۔

یہ ستیارتھ پرکاش کی ہی تعلیم کا اثر تھا کہ جس کے کارن پچھلے سے امن چین سے بیٹھے بیٹھے دوسرے آریوں کے علاوہ دینا ناتھ جی کو ایسی سوجھی کہ جسکی خاطر اُن کو سزا کے مزے چکھنے پڑے۔ یہ ستیارتھ پرکاش کی تعلیم ہے کہ "کوئی آدمی ایسے قانون کی پیروی نہ کرے جو ویدوں سے ناآشنا لوگوں کے بنائے ہوئے ہوں"

یہ ستیارتھ پرکاش کی ہی تعلیم ہے کہ "جو ویداور ویدانوکول آپت پرشوں کے لکھے شاستروں کا اپمان کرتا ہے اس وید نندک کو جاتی پنگتی اور دیش سے باہر کر دینا چاہیئے۔"

"جو ناستک نندک وادہو ہورت منش ہیں وے سب ہم لوگوں کے نواس ستھان سے دور چلے جاویں کنتو نیچے کر کے اور دیشوں سے بھی دور ہو جاویں۔ ارتھات (یعنی) ادھرمی پرش کسی دیش میں نہ رہنے پاویں" (رگ وید اشٹک اول ادھیائے اول ساتواں ورگ پانچواں منتر۔ رگوید بھاشیہ صفحہ ۲۷)۔

یہ ستیارتھ پرکاش کی ہی تعلیم ہے کہ "چار بڑے بڑے عہدیدار مثلاً سینا پتی یا سپہ سالار راج منتری (وزیر اعظم) نیائے منتری (وزیر انصاف) اور مہامنتری (بادشاہ) ایسے ہونے چاہئیں جو ویدوں اور شاستروں کے ماہر ہوں۔"

گیا ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یا تو ویدک تعلیم کو سب لوگ گرہن کرلیں ورنہ اُن سے بغاوت کر کے آریوں کو چاہئیے کہ ایسے ادھرمیوں کو دیش نکالا دیدیں؟

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کی کنجوسی مکھی چوسی ویدک تعلیم نے کیوں روا رکھی ہے؟ اگر فی الحقیقت وہ اس بات کے خواہشمند تھے کہ تمام لوگ اُن کے ادیشوں (حکموں) پر کاربند ہوں تو اُن کو لازم تھا کہ وہ ایسی تعلیم پیش کرتے کہ جو یونی ورسل (عالمگیر) تعلیم ہوتی اور ہر ایک انسان کے لئے مفید ہوتی پھر عقل اور خرد کے خلاف نہ ہوتی دیوّث اور بے غیرت بنانے پر زور نہ دیتے حلال زادوں کا وارث حرام زادوں کو بنانے کی سکشا نہ دیتی۔

یہ دینا ناتھ جی کی سخت سے سخت غلطی ہے کہ وہ آریہ سماج اور ستیارتھ پرکاش کا ڈیفنس پیش کرنے کے لئے دوڑ پڑے:۔

جب ایک طرف ستیارتھ پرکاش میں ایسی تعلیم ہونے کا دینا ناتھ کو بھی اقرار ہے جو مخالفان آریہ سماج نے پیش کی ہے اور دوسری طرف بعض آریہ مہاشوں کی اور خاص کر دینا ناتھ کی کرتوتیں اُس کو پولیٹکل باڈی ثابت کرتی ہیں تو پھر کون سا پہلو ہے کہ جس سے آریہ سماج کے پولیٹکل باڈی ہونے میں کسر رہ جاتی ہے:۔

تعجب! کہ ایک طرف پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنر جناب لفٹنٹ گورنر کو رپورٹ کرتے ہیں کہ جہاں جہاں آریہ سماج ہے وہاں وہاں شور برپا ہے۔ اور دوسری طرف مہاراج دینا ناتھ اسی جرم میں جیل کی ہوا کھا کر یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نہیں مہاراج! ہندوستان کے پندرہ بیس لاکھ آریہ سماجیوں میں بمشکل دو چار آریہ سماجی پالیٹکس میں خاص دلچسپی لیتے ہوں۔

اگر یہ بات سچ ہے کہ کل ہندوستان میں پندرہ بیس لاکھ آریہ ہیں تو یہ بات ماننے ضروری ٹھہرتی ہے کہ صرف صرف پنجاب میں ضروری ہی قریباً ۱۲ یا ۱۳ لاکھ کے آریہ ہونگے وجہ یہ کہ آریہ سماج کا زیادہ سے زیادہ زور پنجاب میں ہی ہے۔ اس صورت میں یہ لازم تھا کہ پنجاب کے حصہ میں دو چار سو میں سے صرف سو یا ڈیڑھ سو ہی آریہ آتے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ پنجاب کی آبادی کے لحاظ سے یہ تعداد اس قدر تھوڑی ہے کہ اس کو پولیس کے ڈنڈے ہی سیدھا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اس تعداد کے لئے پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنروں کو لفٹنٹ گورنر کو رپورٹیں کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

لیکن ہم پر اخباروں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ ہز آنر بالقابہ نے پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹوں کی بنا پر آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کے آگے اس امر کا اظہار کیا تھا اس لئے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پنجاب کے کل کے کل آریہ بجز اکا دکا کے (شاذ و نادر) شرارتوں پر تل گئے تھے جس کی خاطر پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنروں کو رپورٹیں کرنی پڑیں:۔

لطف یہ کہ آریہ سماجیوں کے پالیٹکس میں کثرت سے حصہ لینے کا دینا ناتھ جی نے خود بھی اقرار کیا ہے جیسے کہ وہ لکھتے ہیں کہ

"وہ ایک علیحدہ سوال ہے کہ آریہ سماج میں کیوں ایسے آدمی نسبتاً زیادہ افراط سے پائے جاتے ہیں کہ جو پالیٹکس میں زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ یہ سوال سمجھنے والے اصحاب کی توجہ کا مستحق ہے لیکن اس سے آریہ سماج پولیٹکل جماعت نہیں بنجاتی"۔

یہ بات دینا ناتھ نے ایسی کہی ہے کہ جو علاوہ ایک لغو حرکت کے دینا ناتھ کے پہلے بیان کی تردید بھی کرتے ہے جہاں کہ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو آریہ سماجی پالیٹکس میں حصہ لیتے ہیں اُن کی تعداد ہزار کے پیچھے ایک دو ہو:۔

ہمارا یہ سوال ہے کہ اس سوال کو علیحدہ کیوں رکھتے ہو کہ "آریہ سماج میں ایسے آدمی نسبتاً زیادہ افراط سے پائے جاتے ہیں کہ جو پالیٹکس میں حصہ لیتے ہیں"؟ اس سے آپ کی غرض اور مطلب کیا ہے؟ کیونکہ یہ سوال تو آریہ سماج کو دھڑے سے پولیٹکل باڈی ثابت کر دیتا ہے:۔

جب دنیا میں ہر ایک گنوں اور کرموں کے مطابق حالات ملاحظہ کئے جاتے ہیں تو پھر کیا ایسی ضرورت پڑی ہے کہ آریہ سماج کے گنوں اور کرموں سے اغماض کر کے ہم آریہ سماج کے پولیٹکل باڈی سے انکار کر جاویں:۔

یہ سچ ہے کہ آریہ سماج میں ایسے آدمی نسبتاً زیادہ افراط میں پائے جانے سے ہی آریہ سماج پولیٹکل باڈی ثابت ہوئی ہے۔ جس کو سوچ کر اور غور کر کے اکثر اصحاب نے یہی رائے ظاہر کی ہے (اور دراصل وہ اس رائے کے ظاہر کرنے کے مستحق بھی تھے) کہ واقعی آریہ سماجی پولیٹکل باڈی ہے۔ ورنہ کیا ضرورت تھی کہ ایسی شورا شوری سے اُس کے ممبر پالیٹکس میں حصہ لیتے اور بے جا زبان درازیاں کرتے کہ جسکی خاطر دینا ناتھ جیسوں کو جیل کی سیر کرنی پڑی۔

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کسی کتاب کا پولیٹکل کتاب ہونا اُس کی شہرت اور کریڈٹ کو کم نہیں کر سکتا۔

اس کی وجہ ہمارے نزدیک آریہ سماج کی پستکوں خاص کر ستیارتھ پرکاش کے متعلق تو یہ ہے کہ جب اُس کی شہرت اور کریڈٹ لوگوں کی عزتوں۔ خاندانی وجاہتوں

اور حلال نسلوں کے برباد کرنے اور حرامزادوں
کی نسل سے دھرتی ماتا کو بھرشٹ کرنے کا پرچار
زور علم دینے سے کم نہ ہو تو بہتوں کو جیلخانے
کی سیر کرانے پھانسی دلانے یا ہلاک کرا کر
بندر۔ کتا۔ سور۔ بلا۔ کوا۔ گدھ۔ کیڑے۔ مکوڑوں
کی جونوں میں چکر کھلانے سے کب کم ہو سکتی ہے
ستیارتھ پرکاش نے چاہا ہے کہ
اولاد ہو خواہ عزت و آبرو جاوے اور ننگ و ناموس
کا شیشہ نہایت بیرحمی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاوے
اور کہ حلال زادوں کی جگہ حرامزادے جنم لیکر
بھوں بھاں کریں اور انسان دیوث اور بے
غیرت بن جاویں:۔

ستیارتھ پرکاش نے چاہا ہے کہ
چاروں ویدوں کے پڑھے ہوئے کیول براہمن
کی ادھیکاری ہیں خواہ ان میں ویدوں (رگ
سام۔ یجر۔ اتھرو وید) کے علم کے سوا اور کوئی
ہنر نہ ہو۔ اور دوسرے ایسے منش جاتیوں ماں
جہاں پرشوں کا راجیہ نہ ہو کر جو چاروں ویدوں
سے بے علم ہوں پرنتو بلوان ہوں دھنوان
ہوں۔ نت نئی نئی کاریگریاں کرنے والے
اور منش جاتیوں کے ہر ایک پرکار کے سکھ
پراپت کرانے کے اپائے سوچنے والے ہوں
جن کے نربل جیت ورڑھ شکتی اور منش جاتیوں کی
پورن بھلائی سے ایسے یکت ہوں کہ ہر کال و ہر
سمے ان کو یہی دھن لگی رہتی کہ کوئی کارج
ایسا کرنا چاہئے اور کوئی ایسی کل (مشین) ایجاد
کرنی چاہئے کہ جس سے منش جاتی لابھ اٹھا دیں۔
اور کہ خواہ وہ آریہ ورت کے نواسیوں کے کیسے
ہی خیر خواہ بھی خواہ ہوا خواہ کیوں نہ ہو ستیارتھ پرکاش
سکھا دیتی ہے کہ آریہ ورت میں کیول ویدوں
کی چرچا کرنے والے اور اس کو پٹھن پاٹھن
کرنے والے ہی رہنے پاویں۔ انکے ماسوا کون
کو نہایت بے رحمی سے نکالدیا جاوے۔

اور پھر اگر یہ معلوم ہو کہ وہ نندک فلاں جگہ مقیم
ہے تو وہاں بھی لنگر لنگوٹے کسکر جا پہنچنا
چاہئے اور ان کو وہاں سے بھی دھکے دیکر
نکالدینا چاہئے جس سے امید ہے کہ وہ تنگ
ہو کر ضرور چلا اٹھینگے۔

مکھ حضور ہر میں ہم کہیں دنیا میں
ڈھونڈ کر اور نکالیں کوئی عالم اپنا

یہ سچ ہے کہ ایسی تعلیم کسی کنجوس مکھی چوس
کی معلوم ہوتی ہے نہ کہ نرنکار سرب شکتیمان۔
کرپالو۔ دیالو۔ اننت۔ سرب بیاپی۔ سوامی۔
انترجامی۔ پربرہم پرماتما جو اور آمر جگت کے اوتپان
(پیدا) کرنے والے کے ہاں اگر پرماتما مہاراج
اسی پرکار کے ہیں جیسے کہ ستیارتھ پرکاش میں ظاہر
نویں (ظاہر) ہوتا ہے تو بے شک وہ اس
پرکار کے ہو سکتے۔ پرنتو ہم دیکھتے ہیں اور بھلا اگر
تو اسی دن رات ان کے منوہر کاموں کو
دیکھکر وچار کر سکتے ہیں۔ کہ لاریب وہ اس
پرکار کے ہرگز نہیں ہیں۔ کنتو (بلکہ) وہ
پورن شکتی اور جہاں سامرتھ والے ہیں پورن
بل ہونے والے اور پورن دیالو اور کرپالو ہیں۔
انہوں نے اپنے پورا کاش وانیوں میں ایسی
کنجوسی مکھی چوسی کی تردید کر کے آتکسا ونانا تک
دونوں کو اپنے اچھین کی ہوئی دھرتی۔ ہوا۔
جل۔ اناج۔ پھل پھول میوہ جات وغیرہ
وغیرہ سے لابھ اٹھانے کی آگیا دی ہے
کسی پر تنگی نہیں کرنی چاہئے۔

الخلاص یہ کہ ستیارتھ پرکاش کی شہرت
اور کریڈٹ کے کم ہونے کا یا گم ہونے کا لالہ
دینا ناتھ کو فکر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے
علاوہ حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام
کی کتاب آریہ دھرم نے ستیارتھ پرکاش
کی شہرت کا ایسا خاتمہ اور ازالہ کیا ہے کہ ممکن
نہیں کہ جب تک وہ کتاب دنیا میں موجود ہے
(اور خدا تعالیٰ اسکو دیر تک زمین پر سلامت
رکھے) ستیارتھ پرکاش کی شہرت اور کریڈٹ
دنیا سے معدوم ہو سکے۔

ایسے ہی آریہ سماج کو اس کی مستند
کتاب کے حوالوں سے پولیٹیکل باغی ثابت
کرنے سے ستیارتھ پرکاش کی شہرت اور کریڈٹ
میں کچھ نقص لازم نہیں آویگا بلکہ اسی طرح تو
وہ بام ترقی کی ایسے طور پر سیر کریگی کہ کوئی
فرد بھی اس کا انکار کرنے کے قابل ہی نہ
رہیگا۔

لالہ دینا ناتھ کا دیانند جی کے اس
فقرے کو اٹل سچا بیان کرنا بالکل نامناسب
کارروائی ہے کہ "بدیشی" گورنمنٹ کیسے
ہی اچھی ہو سودیشی گورنمنٹ کے برابر
نہیں ہو سکتی"۔

ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس
میں کون سی سچائی اور خوبی کی بات ہے کیا
اس کا یہ مطلب ہے کہ سودیشی گورنمنٹ
کی قدر کرو خواہ بری ہی کیوں نہ ہو؟ سودیشی
گورنمنٹ کے عہد میں لوٹ مار ہو۔ ڈاکے
کی وارداتیں ہوتی ہوں۔ لوگوں کی حق
تلفیاں ہوتی ہوں۔ دن دہاڑے لوگوں
کے مال لٹتے ہوں۔ کچھ پرواہ نہیں اس
کی قدر کرو یہی اچھی اور بہتر ہے۔ مگر بدیشی
گورنمنٹ جس کے عہد میں امن چین سے
لوگوں کی جانیں اور مال عزت و آبرو
محفوظ ہوں وہ بالکل ٹھیک نہیں بلکہ بری
اور نہایت بری ہے۔

اگر دیانند کا یہی منشا تھا اور دینا ناتھ
جی کے نزدیک ایسی بات اٹل سچائی کی
بات ہوتی ہے تو ہم تو ایسی اٹل سچائی کو